ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فروری ۲۰۰۰ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

عظیم الشان پیشگوئی

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"....... مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے ....

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۷ حاشیہ)

نیز فرمایا:۔

"سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو!"۔

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶ حاشیہ)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبلیغ ۱۳۷۹ہش

فروری ۲۰۰۰ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ——— ۴۱
شمارہ نمبر ——— ۲

شرحِ چندہ

پاکستان ——— ستر روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ——— سات روپے

ادار یہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے عظیم الشان نشانات

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا......"

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماموریت کا انیسواں سال ۱۹۰۰ء بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی تائیدات وبرکات کے نزول کا سال ہے جبکہ کثرت سے آسمانی نشانات کا ظہور رہا۔ مخالفین پورے جوش و خروش سے میدان مقابلہ میں اترے مگروہ ناکام و نامراد ہوئے۔ یہی وہ سال ہے جب مشہور عیسائی مناد بشپ لیفرائے اور سجادہ نشین پیر مہرعلی شاہ گولڑوی مقابل پر آئے مگر بہت جلد ان کا انجام ظاہر ہوگیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اسی سال ایک بلندپایہ کتاب "تحفہ گولڑویہ" تصنیف فرمائی جس میں اپنی صداقت کے مندرجہ ذیل دس نشانات بیان فرمائے

(۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں (۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (۳) خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور ان کی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا ان پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کردونگا (۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک

تعلق رکھنے والا ہو گا اور مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ ہو گا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ" (تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن صفحہ ۱۸۱۔۱۸۲)

صداقت حضرت اقدسؑ کے یہ آسمانی نشانات ایک چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح نظر آتے ہیں۔ کوئی بھی مامور زمانہ کے ان نشانات کا سامنا نہ کر سکا۔ آپ نے اس زمانہ کے تیس ہزار کے قریب عقلاء و علماء اور فہیم انسانوں کا تذکرہ فرمایا جو اس صداقت کو پا گئے اور آپ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ آپ نے مخالفین کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:

"بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف منہ کی پھونکوں سے یہ الہٰی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہو گا۔ وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۸۱)

پھر ان نشانات کے ظہور کے ذکر کرنے کے بعد آنے والی ترقیات کا ذکر فرمایا

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں ......یہی سلسلہ ہو گا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (ایضاً صفحہ ۱۸۲)

مذکورہ نشانات صداقت میں حضرت اقدسؑ نے ایک وعدہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ کہ

"تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا۔" چنانچہ یہ عظیم الشان خبر پسر موعود (مصلح موعود) کے ناطہ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اور یہ برکات سماویہ اس نشان کے ظہور سے اور منجملہ دیگر نشانات آج ان تحریرات کے ۱۰۰ سال بعد ۲۰۰۰ء میں بھی ظاہر ہو رہی ہیں اور یہ نوشتہ تقدیر پوری شان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ

"خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔"

☆ ☆ ☆

امام الکلام

"رحمت کا نشان"

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام "پسر موعود" (مصلح موعود) کے بارہ میں فرماتے ہیں:

خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے

....

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا اور تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

کلام الامام

”زمین کے کناروں تک“۔ پیشگوئی کا ظہور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی "المصلح الموعود" .... کی ہوشیار پور میں ایک بصیرت افروز تقریر سے اقتباس۔ فرمایا:۔

"اس وقت مختلف ممالک کے (مربیان) نے آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ کس طرح دنیا کے کناروں تک میرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ..... احمدیت کا نام پہنچایا۔ مغرب کے انتہائی کناروں یعنی شمالی امریکہ وغیرہ سے لے کر مشرق کے انتہائی کناروں یعنی چین اور جاپان وغیرہ تک اللہ تعالیٰ نے مجھے (دین حق) کا نام اور اس کی تعلیم پہنچانیکی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح ایشیا اور یورپ کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے بھیجے ہوئے (مربیان) کے ذریعہ لوگوں کو ..... احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور ساتھ ہی آپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک لڑکا ہوگا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا جس کے معنے یہ تھے کہ وہ پہلی پیشگوئی جو زمین کے کناروں تک (دعوت) پہنچنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ میرے اس لڑکے کے ذریعہ پوری ہوگی جس نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کرنی ہے۔ اب ہر شخص غور کر کے دیکھ لے کہ وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی (دعوت الی اللہ) کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا فیصلہ کیا وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے اس (دعوت) کو اس وقت تک دنیا کے کناروں تک پہنچنے سے روکے رکھا جب تک وہ لڑکا ظاہر نہ ہوگیا۔ اور پھر وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے میرے (مربیان) کے ذریعہ جاپان سے لے کر شمالی امریکہ تک تمام دنیا میں اس سلسلہ کو پھیلانا شروع کر دیا بلکہ ہر ملک کے افراد کو اس میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے مگر اب وہ آپ پر درود اور سلام بھیجتے اور صبح و شام آپ کے مدارج کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے ہیں ہزاروں ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نام تک سے نا آشنا تھے مگر خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے ان لوگوں کو اپنے آستانہ پر لے آیا۔ صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے تمام روکوں کو دور کیا اور صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے زمین کے کناروں تک .... احمدیت کا نام میرے ذریعہ سے پہنچایا۔ پس یہ پیشگوئی جس مقام سے کی گئی تھی اسی مقام کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اعلان آپ لوگوں کے سامنے کر دیا گیا ہے تاکہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ خدا کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔"

(روزنامہ الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۰ صفحہ ۳)

عربی منظوم کلام

فِدًی لَّکَ رُوْحِیْ اَنْتَ دِرْعِیْ وَ مِغْفَر

اَیَا مُحْسِنِیْ اُثْنِیْ علیکَ وَاَشْکُرُ فِدًی لَّکَ رُوْحِیْ اَنْتَ تُرسِیْ وَمَازَرُ

اے میرے محسن! میں تیری ثنا اور شکر کرتا ہوں۔ میری روح تجھ پر فدا ہو۔ تو میری ڈھال اور قوت ہے

بِفَضْلِكَ اِنَّا قَدْ غَلَبْنَا عَلَی الْعِدیٰ بِنَصْرِکَ قَدْ کُسِرَ الصَّلِیْبُ الْمُبَطِّرُ

تیرے فضل سے ہم نے دشمنوں پر غلبہ پایا ہے اور تیری نصرت سے ہی اترانے والی صلیب توڑ دی گئی ہے

تُلَبِّیْكَ رُوْحِیْ دَائِمًا کُلَّ سَاعَةٍ وَاِنَّكَ مَهْمَا تَحْشُرِ الْقَلْبَ یَحْضُرُ

میری روح ہمیشہ ہر گھڑی تجھے لبیک کہتی ہے۔ اور بے شک تو جب بھی میرے دل کو بلاتا ہے وہ حاضر ہو جاتا ہے

وَتَعْصِمُنِیْ فِیْ کُلِّ حَرْبٍ تَرَحُّمًا فِدًی لَّکَ رُوْحِیْ اَنْتَ دِرْعِیْ وَ مِغْفَرُ

اور تو مجھے از راہ ترحم ہر لڑائی میں بچا لیتا ہے۔ میری روح تجھ پر قربان جائے۔ تو ہی میری زرہ اور خود ہے

یُنَوِّرُ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَجْهَ خَلَائِقٍ وَلٰکِنْ جَنَانِیْ مِنْ سَنَاكَ یُنَوَّرُ

سورج کی روشنی تو مخلوق کے چہرہ کو منور کرتی ہے۔ لیکن میرا دل تیرے نور سے منور ہوتا ہے

تُحِیْطُ بِکُنْهِ الْکَائِنَاتِ وَسِرِّهَا وَ تَعْلَمُ مَاهُوَ مُسْتَبَانٌ وَّ مُضْمَرُ

تو کائنات کے کنہ اور بھیدوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور جو ظاہر ہے اور جو (دل میں) پوشیدہ ہے تو اسے خوب جانتا ہے

وَنَحْنُ عِبَادُكَ یَااِلٰهِیْ وَ مَلْجَایْ نَخِرُّ اَمَامَكَ خَشْیَةً وَّ نُکَبِّرُ

اور اے میرے معبود اور میری پناہ! ہم تیرے بندے ہیں۔ ہم خشیت سے تیرے آگے ہی گرتے ہیں اور تیری بڑائی کرتے ہیں

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۷۱-۷۲)

فارسی منظوم کلام

خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم

قربانِ تست جانِ من اے یار محسنم　　　بامن کدام فرق تو کردی کہ من کنم

اے میرے محسن دوست میری جان تجھ پر قربان ہے تو نے مجھ سے کونسا فرق کیا ہے کہ میں تجھ سے کروں

ہر مطلب و مراد کہ میخواستم زِغیب　　　ہر آرزو کہ بود بخاطر معینم

ہر مراد اور مدعا جو میں نے غیب سے طلب کیا اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی

از جود دادۂ ہمہ آں مدعائے من　　　و از لطف کردۂ گذر بمسکنم

تو نے اپنی مہربانی سے میری وہ مرادیں پوری کر دیں اور مہربانی فرما کر تو میرے گھر تشریف لایا

ہیچ آگہی نبود زِ عشق و وفا مرا　　　خود ریختی متاعِ محبت بدامنم

مجھے عشق و وفا کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ تو نے ہی خود محبت کی پونجی میرے دامن میں ڈالدی

ایں خاک تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ　　　بود آں جمال تو کہ نمود است احسنم

اس سیاہ مٹی کو تو نے خود اکسیر بنادیا وہ صرف تیرا ہی جمال ہے جو مجھے اچھا لگا

ایں صیقل دلم نہ بزہد و تعبد است　　　خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم

یہ میرے دل کی صفائی زہد اور کثرت عبادت کیوجہ سے نہیں ہے بلکہ تو نے ہی مجھے آپ اپنی مہربانیوں اور احسان سے روشن کر دیا ہے

صد منت تو ہست بریں مشتِ خاک من　　　جانم رہین لطفِ عمیم تو ہم تنم

میرے اس وجود پر جو خاک کی ایک مٹھی ہے تیرے سینکڑوں احسان ہیں میری جان بھی تیری عالمگیر مہربانیو نکی ممنون ہے اور میرا جسم بھی

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۵۸)

حضرت مصلح موعود...... کی یاد میں

از مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ

یہ مختصر سا مضمون میرے ان مشاہدات اور تجربات پر مبنی ہے جو خوش قسمتی سے مجھے حضرت مصلح موعود...... کے اپنے بچپن سے پختہ عمر تک بہت قریب سے دیکھنے سے نصیب ہوئے۔

میری سب سے پہلی یاد مجھے اس زمانہ میں لے جاتی ہے جب میں حضور کو حضرت اماں جان کے صحن سے نماز پڑھانے (البیت) جاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز سے واپسی پر آپ اپنا کچھ وقت خاص طور پر مغرب کی نماز کے بعد حضرت اماں جان...... کی صحبت میں گذارتے اور ان عزیزوں سے بھی گفتگو فرماتے جو وہاں موجود ہوتے۔ کئی مرتبہ خاص طور پر سردیوں کے موسم میں آپ پہلے بیت الدعا میں سنتیں ادا فرماتے۔ ان موقعوں پر آپ صحن یا اگر موسم زیادہ خشک ہو تو حضرت اماں جان کے کمرے میں ٹہلتے رہتے اور بعض مرتبہ حضرت اباجان کے کمرے میں ٹہلتے رہتے اور بعض مرتبہ حضرت اباجان یا پھر حضرت میر محمد اسماعیل صاحب......جو اپنی ہمشیرہ حضرت اماں جان سے ملنے تشریف لائے ہوتے' کے ساتھ جماعتی امور پر تبادلہ خیال فرماتے۔ آپ بچوں سے بھی گفتگو فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید حکمت و دانش کا سمندر ہے تم بچوں کو اس کے مطالعہ اور اس پر غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے تا تم اس سے حکمت کے موتی نکال سکو۔ اگر تم ابھی بالغ نظری کی عمر تک نہیں بھی پہنچے تو کم از کم سیپاں ہی نکالنے کی اہلیت پیدا کر لو۔

آپ کی قرآن مجید سے محبت

آپ کی قرآن مجید سے محبت اور لگاؤ بہت گہرا اور دائمی تھا۔ ہفتہ کے روز آپ مستورات میں درس دیتے۔ وہ نظارہ ابھی بھی میری نظروں کے سامنے گھومتا ہے کہ آپ حضرت اماں جان کے گھر کے برآمدہ میں کھڑے ہیں اور مستورات سامنے صحن' برآمدہ اور ملحقہ کمروں میں بیٹھی ہیں۔ ان دنوں میں بہت تھوڑی تعداد ہوتی تھی' نیز آپ مردوں میں بھی درس قرآن دیتے جس میں بچے بھی شریک ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ نے (البیت) اقصیٰ میں درس دیا جس میں نہ صرف قادیان بلکہ باہر سے بھی دوستوں نے شرکت کی یہ درس کئی ہفتے جاری رہا اور روزانہ کئی کئی گھنٹوں پر پھیلا ہوتا۔ گذشتہ رمضان کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعود کی اس پیشگوئی کا بھی ذکر کیا جس میں آپ نے فرمایا کہ ایک دن آنے والا ہے کہ خلیفہ وقت کے درس قرآن ایک ہی وقت میں تمام دنیا میں نشر ہوا کریں گے حضور کی یہ خواہش آج دنیا پوری ہوتی دیکھ رہی ہے۔ میری جب حضرت مصلح موعود کی بیٹی سے شادی ہوئی تو ہم نے گرمیوں کی چھٹیاں آپ کے ساتھ دھرمسالہ میں گزاریں۔ حضور نے خود تجویز فرمایا کہ وہ قرآن مجید

کے مطالب کے بارہ میں مجمع میں درس دیا کریں گے۔ میں اس پرائیویٹ درس کے نوٹ لیا کرتا تھا۔ آپ کی تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر جو کئی جلدوں پر مشتمل ہیں آپ کی قرآن مجید سے بے پناہ محبت کا مینار ہیں جن میں قرآن کے بے مثل معارف اور ابدی پیغام کو انتہائی خوبصورت اور اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا بیشتر حصہ اس زمانہ میں لکھا گیا جب آپ کی صحت بہت کمزور تھی۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح یاد ہیں جب حضور جابہ کے مقام پر میدانوں کی شدید گرمی سے بچنے کے لئے تشریف لے جاتے اور یہاں گھنٹوں تفسیر کی تیاری میں صرف فرماتے۔

دعا کی قوت پر کامل یقین

آپ کے کردار کا ایک اور نمایاں پہلو دعا پر کامل یقین اور اعتماد تھا۔ جب بھی جماعت کو کوئی ابتلا آتا تو آپ بیت الدعا میں گھنٹوں دعا میں صرف فرماتے میں نے ہجرت کے موقعہ پر کئی مرتبہ دیکھا کہ آپ جب بیت الدعا سے باہر تشریف لاتے تو آپ کی آنکھیں سرخ اور متورم ہوتیں۔ میں ان دنوں پاکستان کی طرف سے بطور ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر امرتسر میں اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ایک سکھ دوست اسی عہدہ پر متعین تھا جبکہ ڈپٹی کمشنر کا عہدہ ایک انگریز کے پاس تھا۔ اسے ہدایت تھی کہ امرتسر کے متعلق جو بھی فیصلہ ہو کہ آیا اس کا الحاق ہندوستان یا پاکستان سے ہو گا اسی کے مطابق وہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو چارج دیدے گا۔ ایک روز ڈپٹی کمشنر نے لاہور سے واپسی پر مجھ سے سرسری طور پر ذکر کیا کہ اس بات کا امکان ہے کہ گورداسپور کا ضلع انڈیا کو دیدیا جائے۔ اس پر میں نے سخت حیرانگی کا اظہار کیا کہ جن خطوط پر پارٹیشن کا فیصلہ طے کر لیا گیا ہے اس لحاظ سے تو مسلم اکثریت والا علاقہ جو دوسرے مسلم اکثریت والے علاقہ سے ملحق بھی ہو وہ پاکستان میں شمار ہو گا۔ اس اصول کے تحت تو ہر لحاظ سے اسے پاکستان کے حصہ میں جانا چاہئے۔ میری اس دلیل سے پریشان ہو کر اس نے کہا کہ لاہور آجکل افواہوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور آدمی ان افواہوں پر یقین تو نہیں کر سکتا نیز اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں قادیان چلا جاؤں کیونکہ سی آئی ڈی کی رپورٹ کے مطابق میری رہائش گاہ پر بم پھینکنے کا پروگرام ہے۔ اس نے کہا کہ امرتسر کے پاکستان سے الحاق کی صورت میں وہ مجھے قادیان سے بلائے گا اس پر میں قادیان روانہ ہو گیا اور حضور کی خدمت میں قصر خلافت جا کر اس کی اطلاع دی۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ تھوڑا عرصہ قبل آپ کو الہام ہوا ہے "اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا"

ایک اور واقعہ جس کا آج تک میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہے اور مجھے اس طرح لگتا ہے جس طرح کل کا واقعہ ہو کہ میں رات کو اپنے قادیان والے گھر کے باہر والے مردانہ حصہ کے صحن میں سویا ہوا تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا کہ میری آنکھ دردناک دل ہلا دینے والی کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سے کھل گئی اور مجھے خوف محسوس ہوا۔ جب میں نیند سے پوری طرح بیدار ہوا تو مجھے احساس ہوا کہ حضرت مصلح موعود تہجد کی نماز جو آپ حضرت ام ناصر والے مکان کے اوپر والے صحن میں ادا فرما رہے تھے جس کی دیوار ہمارے گھر سے ملحقہ تھی کی دردناک دعاؤں کی آواز تھی۔ میں نے غور سے سننے کی کوشش کی تو آپ بار بار "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ"

کو اتنے گداز سے پڑھ رہے تھے کہ یوں معلوم دیتا تھا کہ ہانڈی ابل رہی ہو اور مجھے یوں لگا کہ آپ نے اس دعا کو اتنی مرتبہ پڑھا جیسے کبھی ختم نہ ہو گی۔ اس رات کی یاد مجھے جب تک زندہ ہوں کبھی نہ بھولے گی۔

آپ کی جماعت سے گہری محبت

آپ کو جماعت سے بے پایاں محبت تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب بھی قادیان سے کوئی قافلہ پاکستان کے لئے روانہ ہوتا تو آپ حمائل شریف لے کر برآمدہ میں اس وقت تک ٹہلتے ہوئے تلاوت فرماتے رہتے جب تک اس قافلہ کی حفاظت سے سرحد پار کرنے کی اطلاع نہ آجاتی۔ ان مواقع پر آپ مسلسل دعا کرتے رہتے۔

یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ جب بھی جماعت کسی ابتلا کے دور سے گزر رہی ہوتی تو آپ بستر پر سونا ترک کر کے فرش پر سوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آزمائش کے بادل چھٹنے کا اشارہ ملتا کہ چلو جا کر بستر پر آرام کرو۔

ایک اور بات جس نے مجھ پر ان مٹ نقوش چھوڑے یہ کہ میری شادی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی جب میں ملتان میں بطور اسسٹنٹ کمشنر متعین تھا اور اپنی بیوی کے ماموں کرنل سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے ہاں عارضی طور پر مقیم تھا جو وہاں سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل تھے تو حضور نے سندھ جاتے ہوئے وہاں ایک روز قیام فرمایا۔ آپ مجھے ڈرائینگ روم میں لے گئے اور ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھو تم آئی سی ایس ہو اور تمہیں اعلیٰ طبقہ سے ملاقات کے بہت مواقع ملیں گے لیکن یہ بات تمہیں ہرگز غربا اور کمزور لوگوں کی ہر طرح سے مدد کرنے سے کبھی باز نہ رکھے۔ آپ نے فرنیچر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا فرنیچر غریبوں سے ملاقات میں روک بنے رکھنے کے قابل نہیں۔ جس طرح ہر غریب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے بلا امتیاز کھلے رہتے تھے یہی وہ سنت ہے جسے اپنانا چاہئے۔ آپ کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور آپ کی آنکھیں پرنم تھیں۔ اس کی حالت کا اندازہ ہی لگایا جا سکتا ہے اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے آپ کو کبھی اتنی جذباتی حالت میں نہیں دیکھا۔

دوسری چیز جس نے مجھ پر بہت گہرا تاثر چھوڑا وہ ...... جماعت کی خدمت کا جذبہ تھا۔ میں آج بھی آپ کو فرش پر بیٹھے چاکلیٹ رنگ کا دھسہ اوڑھے کوئی درجن بھر موم بتیوں جو ایک بکس پر جلا کر رکھی ہوئی تھیں کے جلو میں پڑھتے یا لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ آپ کا گلا بہت حساس تھا اور مٹی کے تیل کے دھوئیں سے فوراً متاثر ہو جاتا تھا اور ان دنوں قادیان میں ابھی بجلی نہیں آئی تھی اس لئے موم بتیوں کا ہی استعمال فرماتے تھے۔

قادیان میں بجلی غالباً ۱۹۳۰ء کے اوائل میں آئی تھی اس سے پہلے کے عرصہ میں کام کا بوجھ زیادہ شدید نوعیت کا ہوتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ جب جماعت کسی سخت دور سے گذر رہی ہوتی آپ کو ساری ساری رات بغیر ایک منٹ آرام کئے دیکھا ہے اور آپ کام کرتے کرتے اٹھ کر صبح کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کبھی کبھی

لکھے ہوئے مسودات یا تحریریں حضرت اباجان کو ترجمہ کی غرض سے اور بعض دفعہ ان کے بارہ میں رائے دریافت کرنے کے لئے بھجواتے اور ہم لڑکے انہیں ادھر سے ادھر لے جانے کی ڈیوٹی ادا کرتے۔

حضرت اماں جان...... کی تعظیم

آپ کو حضرت اماں جان سے بہت گہرا لگاؤ تھا۔ اپنے سفروں پر اکثر انہیں ساتھ لے جاتے۔ حضرت اماں جان آپ کو محبت سے "میاں" کہہ کر مخاطب ہوتیں۔ جب کبھی بھی حضور سفر کے دوران لیٹ ہوتے تو حضرت اماں جان بڑی گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار فرماتیں۔ میری بیوی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایسی ہی حالت میں بڑی بے تابی سے حضرت اماں جان حضور کا کسی سفر سے واپسی پر انتظار کر رہی تھیں۔ جب آپ تشریف لے آئے تو اماں جان نے فرمایا "میں نے تجھے منع نہیں کیا ہوا تھا کہ مغرب کے بعد دیر نہیں کرنی۔" حضرت صاحب نے فرمایا "جی اماں جان۔ پھر پوچھا "پھر کریگا"۔ حضور نے فرمایا "نہیں اماں جان"۔ حضرت اماں جان نے حضور کے جسم کو ایک نرم چھڑی سے تنبیہہ کے رنگ میں چھوتے ہوئے فرمایا "آئندہ کبھی دیر سے مت آنا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میری جان پر بنی رہتی ہے۔" یہ ایک ماں کا فطری جذبہ تھا جس کا اظہار حضرت اماں جان نے فرمایا ورنہ وہ خود ہر دوسرے احمدی کی طرح حضور کی بڑی عزت فرماتیں۔

جب حضرت اماں جان کی ربوہ میں وفات ہوئی تو حضور کی خواہش تھی کہ انہیں اپنے خاوند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ میں ان دنوں لاہور میں متعین تھا۔ حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ اس سلسلہ میں انڈین ہائی کمشنر سے رابطہ کیا جائے۔ میری درخواست پر انڈین ہائی کمشنر نے دہلی سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے خاص کیس کے طور پر اس کی اجازت دیدی ہے لیکن یہ شرط لگائی کہ اس غرض کے لئے بیس سے زائد عزیزوں یا دیگر اصحاب کو ویزے نہیں دیئے جاسکتے۔ حضرت مصلح موعود نے یہ پیشکش اس وجہ سے مسترد کر دی کہ حضرت اماں جان کی حیثیت کے پیش نظر کم از کم دس ہزار احمدی میت کے ساتھ جانے ضروری ہیں۔

ایک عظیم خطیب

حضور بہت بلند پایہ مقرر تھے میں نے دنیا میں بہت سفر کیا ہے اور دنیا کے مشہور ترین لیڈروں کو سننے کا موقعہ ملا ہے مگر میں نے کسی کو بھی خطابت میں حضور کا پاسنگ بھی نہیں پایا۔ آپ کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے خطاب سے پہاڑوں کو ہلا سکتے تھے۔ اس صداقت پر جماعت کے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ گواہ ہیں۔ آپ سامعین کو ساحرانہ رنگ تک قابو میں رکھتے۔ ہجرت کے فوراً بعد آپ نے مختلف شہروں میں پاکستان کے مختلف مسائل اور ان کے حل پر لیکچر دیئے۔ اسلامیہ کالج کے ایک پروفیسر نے جو میرے ایک دوست کے ساتھ بیٹھے تھے بے ساختہ کہا کہ "حضور کو تو پاکستان کا پرائم منسٹر ہونا چاہیے۔" اس سے قبل "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے موضوع پر لیکچر کے موقعہ پر اسلامیہ کالج کے ہسٹری کے پروفیسر نے آپ کو خراج

تحسین پیش کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے "فاضل باپ کا فاضل بیٹا" اور کہا کہ میں اپنے آپ کو اسلامی تاریخ کا علم رکھنے والا تصور کرتا تھا لیکن آپ کا لیکچر سننے کے بعد احساس ہوا ہے کہ میں تو بالکل طفل مکتب ہوں۔

جن دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئی پڑھی ہے ان کے لئے یہ ریمارکس کسی تعجب کا موجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے اس عظیم الشان ہستی کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ تاریخ کے صفحات کی طرح ہے جسے کس شان اور عظمت کے ساتھ پورا ہوتا دیکھ سکتے ہیں۔

آپ کے التفاتات

میری ساری عمر حضور کے التفات کے سایہ تلے گذری اعلیٰ تعلیم کی غرض سے یورپ کے سفر کے موقعہ پر حضور نے خط میں بہت سی قیمتی نصائح فرمائیں۔ ان میں سے ایک جس نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا وہ تھی جس میں آپ نے قرآن مجید کی آیت "اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا کہ تمام عزتوں کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے" کا ذکر فرمایا۔

انگلستان سے واپسی پر میں نے گورنمنٹ سروس اختیار کرلی اور میری شادی حضور کی صاحبزادی سے قرار پائی۔ حضور نے میری بیوی کو نصیحت فرمائی کہ مظفر تو گورنمنٹ کا ملازم ہے مگر تم نہیں ہو۔ غریب اور مساکین سے ملو مگر کبھی کسی کی دنیاوی حیثیت کی وجہ سے انہیں ملنے مت جانا۔ جلد ہی اس امتحان سے گذرنا پڑا جب فنانشل کمشنر صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ سرگودھا دورہ پر تشریف لائے۔ تمام افسران کی بیگمات نے فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم کی ملاقات کے لئے ان کی رہائش گاہ پر حاضری دی اور باوجود ان کے اصرار کے میری بیوی نے جانے سے انکار کر دیا۔ بعد میں فنانشل کمشنر صاحب کی بیگم صاحبہ نے ڈپٹی کمشنر کی بیگم تک کو چھوڑتے ہوئے خاص طور پر میری بیگم کو علیحدہ چائے کی دعوت پر بلایا اور خاص طور پر پردہ کا اہتمام کیا گیا۔ سرگودھا کے افسران کے حلقہ میں اس پر بڑی حیرانگی کا اظہار کیا گیا اور بار بار یہ سوال کیا گیا کہ آیا میری بیوی کی فنانشل کمشنر کی بیگم سے پہلے سے کوئی شناسائی ہے جس پر میری بیوی نے انہیں بتایا کہ نہیں کوئی ایسی بات نہیں بلکہ وہ تو پہلی مرتبہ انہیں ملی ہیں۔

باوجود انتہائی مصروفیت کے حضور کچھ وقت بچوں اور عزیزوں کے لئے ضرور نکالتے۔ مجھے یاد ہے کہ حضور سردیوں کے ایام میں عشاء کی نماز کے بعد خاندان کے بچوں کو اکٹھا کر کے انہیں کہانیاں سناتے۔ یہ کہانیاں کسی کتاب سے نہ ہوتیں بلکہ آپ انہیں تشکیل دے کر آگے بڑھاتے چلے جاتے۔ ان کہانیوں میں نصائح پنہاں ہوتیں۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوتا تو بعض چھوٹے بچوں کو جو کہانی سنتے سنتے سو جاتے انہیں نوکر اٹھا کر گھر چھوڑ آتے۔

تفریح کے لمحات

حضور شکار کا شوق رکھتے اور گھر کے افراد اور دوستوں کے ساتھ کھانا پکانے کے مقابلہ میں شرکت فرماتے۔ ایک موقعہ پر آپ نے جماعت کے دوستوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ نہر کے ایک پل سے دوسرے پل تک تیرنے کے مقابلہ میں شرکت فرمائی۔ شرط یہ تھی کہ جس کا بھی پاؤں دانستہ یا نادانستہ زمین کو چھو جائے وہ ہاتھ کھڑا کر کے مقابلہ سے علیحدہ ہو جائے۔ جب حد مقررہ کے دوسرے پل پر پہنچے تو آپ کے ساتھ چند دوست ہی باقی رہ گئے تھے۔ ان مواقع پر حضور ایک لمبی نیکر پہنا کرتے جو گھٹنوں تک آتی تھی۔

ایک عظیم منتظم

حضرت مصلح موعود بڑے زیرک دور اندیش اور انتہائی قابل منتظم تھے۔ جماعت کی موجودہ ہیئت اور انتظامی ڈھانچہ آپ کی ہی جاری کردہ اصلاحات کا مرہون منت ہے۔ شوریٰ کا نظام تین ذیلی اداروں کا قیام سندھ میں جماعت کے لیے ایک بڑی اراضی کا بندوبست جو حضور نے ایک خواب کی بنا پر خرید فرمائی تھی۔ تحریک جدید کا بیرون ملک تبلیغ اور احرار کی یلغار کے سامنے بند باندھنے کی غرض سے اجراوہ چند سکیمیں ہیں جو آپ کی دور اندیشی اور زیرک قیادت کی آئینہ دار ہیں۔

جماعت کے ممبران میں امدادی کام اور محنت کی عظمت قائم کرنے کی غرض سے آپ نے وقار عمل کے ایام باقاعدہ طور پر منانے کا طریق رائج کیا جس میں جماعت کے تمام ممبران بلا استثناء عہدہ و امارت اپنے شہروں میں گڑھوں کو پر کرنا سڑکوں کی مرمت محلوں کی صفائی کے کاموں میں شرکت کرتے۔ مجھے اچھی طرح حضور کا خود مٹی سے بھری ہوئی ٹوکریاں اٹھا کر مقررہ جگہ پر ڈالتے ہوئے دیکھنا یاد ہے۔ آپ کی ذاتی مثال تمام احباب کے لئے مہمیز کا کام دیتی اور مشعل راہ بنتی۔

ایک بہادر انسان

حضور بڑے بہادر اور آہنی عزم کے مالک تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب آپ پر نماز کے دوران حملہ ہوا تو ڈی۔ آئی۔ جی پولیس نے اس سے پہلے کہ یہ خبر مشہور ہو جائے مجھے اطلاع کر دی اور یہ بھی بتایا کہ گو آپ کی حالت خطرہ سے باہر ہے مگر ربوہ سے تمام روابط منقطع کئے جا چکے ہیں اور پولیس کو ہر قسم کے حالات سے نبٹنے کے لئے الرٹ کر دیا گیا ہے۔ میں نے فوری طور پر ڈاکٹر امیر الدین سے جو ماہر سرجن تھے رابطہ کیا مگر وہ یونیورسٹی کے امتحانات کی وجہ سے مصروف تھے اس لئے پھر دوسرے ماہر سرجن ڈاکٹر ریاض قدیر کو لے کر میں رات گئے لاہور سے ربوہ پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے دریں اثناء ابتدائی مرہم پٹی کر دی ہوئی تھی مگر ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ حضور کا زخم والا حصہ پھولا ہوا ہے اور تشخیص کی کہ کوئی رگ کٹ گئی ہے جس کی وجہ سے خون جمع ہو رہا ہے اس لئے فوری آپریشن کا فیصلہ کیا گیا جس کے لئے بیہوش کرنا ضروری تھا مگر حضور نے انکار کیا کہ وہ بے ہوشی کی دوا نہیں لیں گے اور ہوش کی حالت میں ہی آپریشن کیا جائے۔ آپریشن کے دوران حضور نے کمال ہمت اور جرأت کا مظاہرہ فرمایا۔ اس زخم کی وجہ سے آپ کی صحت پر

بہت برا اثر پڑا اور ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد جب آپ نے رحلت فرمائی تو ہم سب ربوہ میں موجود تھے۔ آپ کی یہ لمبی بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی دکھائی دیتی ہے کہ اس کی وجہ سے جماعت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوگئی ورنہ آپ سے جماعت کو جو بے پناہ عقیدت اور لگاؤ تھا شاید وہ اس صدمہ سے بے حال ہو جاتی۔

حضور تمام زندگی امت مسلمہ کی بہبود کے لیے سرگرم رہے اور یہ حقیقت اب تاریخ کا حصہ ہے۔ شدھی کی تحریک سے لے کر کشمیریوں کی آزادی کی تحریک تک اور ادھر پھر ہجرت سے پہلے ہندوؤں کے عزائم کی بے نقابی کرنا۔ جب ایک ہندو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایک گستاخانہ مضمون لکھا تو آپ نے اس کے خلاف بڑی زور سے آواز اٹھائی اور تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں حکومت اس کے خلاف کاروائی کرنے پر مجبور ہوگئی۔ آپ کے کارہائے نمایاں میں سیرۃ النبی اور یوم پیشوایان مذاہب کو شایان شان طریق پر منانے کا پروگرام شامل ہے کہ غیر مذاہب کے سامنے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے تاکہ لاعلمی کی بنا پر کوئی آدمی ایسی بات نہ کرے جس سے اشتعال پیدا ہو اور پھر تمام پیشوایان مذاہب کے احترام کو قائم کرنے کی غرض سے ان کی سیرت پر تقاریر ہوں تاکہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مفاہمت اور بھائی چارہ بڑھے اور کشیدگی دور ہو۔

مختصر یہ کہ آپ ایک عظیم اور یکتا لیڈر تھے۔ یہ تمام خوبیاں ایک انسان میں شاذ ہی اکٹھی ہوتی ہیں۔ آپ کی ذات ان تمام خوبیوں اور حسن کا مونہہ بولتا ثبوت تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چالیس روزہ چلہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اس پیشگوئی کی شوکت سے انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور یہ ایک پیشگوئی ہی ایک متلاشی کو ہدایت اور روشنی کی طرف لے جانے کے لئے کافی ہے۔ (بشکریہ رسالہ النحل)

بقیہ از صفحہ ۱۸:-

آپؐ کا یہ انداز زندگی تمام اقوام عالم کے مزاجوں کو اپنے اسوۂ مبارکہ کے ہم آہنگ کرنے میں مدومعاون ہے اور یہ ضروری تھا کہ آپ تمام بنی نوع انسان کے راہبر و راہنما کے طور پر مبعوث ہوئے تھے۔ لَاشَرْقِیَّۃٍ وَّلَاغَرْبِیَّۃ آپؐ کی خصوصیت تھی۔ (جاری)

حوالہ جات

(۱ تا ۷) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب صفۃ شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم وصفات حلیتہ
(۸) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرقہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۹-۱۰) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب خاتم النبوۃ
(۱۱-۱۲) سیرت النبیؐ جلد دوم صفحہ ۱۲۲ از علامہ شبلی نعمانی و علامہ سلیمان ندوی مکتبہ مدینہ ۔ ۱۷۔ اردو بازار لاہور (۱۳) مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۴) سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۱۲۳
(۱۵) صحیح بخاری باب اللباس (۱۶) سنن ابو داؤد کتاب اللباس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل

آپؐ کا حلیہ مبارک اور معمولات زندگی

اعلیٰ درجہ کے حسن کا مظہر وجود

(۲)

ایڈیٹر

گذشتہ شمارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارہ میں بعض اہم روایات کا ذکر کیا گیا ہے اور یہاں ان باتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن پر اکثر صحابہ کرامؓ نے اتفاق کیا ہے۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ خصوصاً چہرہ مبارک کیسا تھا جریری سے روایت ہے

(ترجمہ) میں نے ابو الطفیل سے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا انہوں نے کہا ہاں۔ آپ کا رنگ سفید تھا ملاحت دار۔ امام مسلم کہتے ہیں ابو لطفیل نے ۱۰۰ ہجری میں وفات پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب کے بعد فوت ہوئے۔" (۱)

ایک دوسری روایت میں ابو الطفیل سے مروی ہے کہ

"اب کوئی زمین پر میرے سوا آپ کے دیکھنے والوں میں نہیں رہا۔ جریری نے کہا میں نے پوچھا تم نے دیکھا آپؐ کیسے تھے" انہوں نے کہا "کَانَ اَبْیَضَ مَلِیْحًا مُقَصَّدًا یعنی آپ کا سفید رنگ ملیح تھا اور میانہ قد تھے" (۲)

"ملیح" کے لفظ سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جس طرح نمک کی سفیدی میں سرخی جھلکتی ہے آپؐ کا چہرہ اور جسم ایسا خوبصورت اور پُرکشش تھا

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے ذکر میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور کے سر اور ریش مبارک کے بہت کم یعنی گنتی کے بال سفید تھے۔ اس کی مزید وضاحت مشہور تابعی حضرت علامہ ابن سیرینؒ کی روایت سے ہوتی ہے۔

(ترجمہ) "انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال کیا تھا انہوں نے کہا

آپؐ کا اتنا بڑھاپا نہیں دیکھا گیا (۳) "یعنی آپ کو خضاب کی ضرورت نہ پڑی تھی

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ خضاب کی عمر تک نہ پہنچے آپؐ کی ریش مبارک میں صرف چند بال سفید تھے۔" (۴)

بعض دیگر روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونٹ کے نیچے ریش مبارک میں اور کنپٹیوں اور سر میں کچھ سفید بال تھے۔ (۵)

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی کیفیت کے بارہ میں حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔

(ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کے طریق پر چلنا درست خیال کرتے تھے ابتداً آپ کی پیشانی پر بال لٹکے رہتے تھے بعد اس کے مانگ نکالنے لگے" (۶)

حضرت انسؓ سے ہی ایک روایت ہے کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال میانہ تھے نہ بہت گھونگریالے نہ بالکل سیدھے۔ نیز مونڈھوں کے قریب تک تھے" (۷)

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ میں خوشبو کی کیفیت تھی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے

"سردی کے دنوں میں بھی جب وحی اترتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ نکلتا" (۸)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پسینہ کی یہ کیفیت اس وحی کے ساتھ ہی عطیہ آسمانی ہوا کرتی تھی۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرنبوت کے بارہ میں روایات زبان زدعام ہیں جو آپ کے حلیہ مبارک کے ایک حصہ کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں۔

(ترجمہ) "آپ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح تھا وَرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ یعنی میں نے مہر آپ کے مونڈھے پر دیکھی جیسے کبوتری کا انڈا اور اس کا رنگ بدن کے رنگ کے ساتھ ملتا تھا" (۹)

عبداللہؓ بن سرجس کا بیان ہے۔

(ترجمہ) "میں نے مہر دیکھی دونوں مونڈھوں کے درمیان چپنی ہڈی کے پاس بائیں مونڈھے کے قریب چٹکی کی طرح اس پر تل تھے مثوں کی طرح۔" (۱۰)

راویان اور محدثین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کی اس ترکیب کو مہرنبوت سے تعبیر کیا

ہے۔ صحیح مسلم اور شمائل ترمذی کی اس روایت پر علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبیؐ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے۔
"ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں شانہ کے پاس چند مہاسوں کی مجموعی ترکیب ایک متدیر شکل پیدا ہوگئی تھی"۔
مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"مشہور ہے کہ پشت پر جو خاتم نبوت تھی اس میں گویا قدرتی طور پر کلمہ طیبہ تحریر تھا یہ بالکل بے سند بات ہے احادیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ محدثین نے تصریح کردی ہے کہ ان میں سے بعض روایتیں باطل اور بہت سی ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لَمْ یثبت منها شیئی۔ زرقانی بر مواہب جلد اول صفحہ ۱۸۴۔" (۱۱)
مصنف سیرت النبیؐ لکھتے ہیں۔
"تمام صحیح روایات کی تطبیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں شانوں کے درمیان ایک ذرا بھرا ہوا گوشت کا حصہ تھا جس پر تل تھے اور بال اگے ہوئے تھے۔" (۱۲)

○ کسی انسان کی شخصیت اور مقام اس کے نام سے بھی امتیاز پاتے ہیں اور عام طور پر اس انسان کے افعال و کردار کا تصور آتا ہے یا وہ نام اس کے کردار کی تعمیر پر اثر انداز ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ ولادت کے بعد جب بچے کا نام رکھا جائے تو اچھے اچھے نام رکھے جائیں ایسے نام جن سے خدا تعالیٰ کی محبت کی خوشبو آئے۔ چنانچہ صفات باری تعالیٰ کے ساتھ عبد کو ملا کر نام رکھنا حضور کو بڑا پسند تھا۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ بھی آپ کے اسوۂ حسنہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور دنیا کے ناموں میں سب سے زیادہ پیارا اور مبارک نام **محمد** ہے جو آپ کے اعلیٰ وارفع مقام کو ظاہر کرتا ہے اور جامع جمیع صفات حسنہ ہے۔ آپ کے اسماء مبارکہ صفات باری تعالیٰ کی طرح ان گنت اور انہی کے ظل ہیں۔ تاہم آپ کے بعض اسماء کا ذکر روایات میں ملتا ہے **مسلم کتاب الفضائل** میں ہے۔ حضرت جبیرؓ بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یُمْحٰی بِیَ الْکُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی عَقِبِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ" (۱۳)
یعنی میں محمدؐ ہوں، احمد ہوں، میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں یعنی میرے ذریعہ سے کفرو شرک مٹ جائیں گے۔ میں حاشر ہوں میری پیروی میں لوگوں کا حشر ہوگا اور میں آخر میں آنے والا ہوں میرے بعد کوئی (مستقل) نبی نہیں ہوگا۔
مشہور شارح حدیث حضرت امام نوویؒ اور حضرت ابن عربیؒ نے آپؐ کے ایک ہزار ناموں کا ذکر کیا ہے۔

○ انسان کا لباس بھی اس کی شخصیت میں نکھار پیدا کرتا ہے اور اس سے بھی سیرت اجاگر ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بھی آپ کی پاکیزہ سیرت کا آئینہ دار ہے۔ چنانچہ آپ کے لباس میں سادگی اور ستر کی بنیادی روح کارفرما تھی۔ اس میں کوئی ایسا تکلف نہ تھا کہ جس سے آپ کی عبادات یا دیگر معمولات زندگی متاثر ہوتے ہوں یا ضروری امور و حاجات میں کوئی روک پیدا ہوتی ہو۔ لباس کا رنگ کوئی مخصوص نہ تھا اور نہ لباس کی تیاری میں غیر معمولی کمی بیشی کا لحاظ ہوتا۔ میانہ روی کا پہلو آپ کا معمول تھا۔

آپ کے لباس کے بارہ میں روایات و احادیث سے جو خلاصہ سامنے آتا ہے اسے سیرت النبی (از علامہ شبلی نعمانی) نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

"عام لباس چادر قمیص اور تہ بند تھی .... امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے منیٰ کے بازار میں پاجامہ خریدا تھا۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ استعمال بھی فرمایا ہوگا۔ موزوں کی عادت نہ تھی لیکن نجاشی نے جو سیاہ موزے بھیجے تھے آپؐ نے استعمال فرمائے .... روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ چرمی تھے۔ عمامہ کا شملہ کبھی دوش مبارک پر اور کبھی دونوں شانوں کے بیچ میں پڑا رہتا تھا ...... عمامہ سیاہ رنگ کا ہوتا تھا عمامہ کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی۔ اونچی ٹوپی کبھی استعمال نہیں فرمائی۔" (۱۴)

صحیح بخاری باب اللباس میں ہے۔

"لباس میں سب سے زیادہ یمن کی دھاری دار چادریں پسند تھیں جن کو عربی میں حبرہ کہتے ہیں" (۱۵)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ نے کمبل جس میں پیوند لگے ہوئے تھے دکھائے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ

"آپؐ نے سیاہ سرخ سبز زعفرانی ہر رنگ کے کپڑے پہنے ہیں لیکن سفید (لباس) بہت مرغوب تھا" (۱۶)

صحاح ستہ کی کتب میں بخاری، ترمذی اور ابوداؤد کے کتاب اللباس کتاب الاطعمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس، بچھونے اور کھانے پینے میں کوئی تکلف نہ تھا گویا آپ کی زندگی "مَا اَنَا وَالدُّنیا" کی مظہر تھی۔ کہیں سے جاہ پسندی نظر نہ آتی تھی۔ آپؐ کے مرغوب اور پسند کی اشیاء میں بڑی وسعت تھی اور ان میں بنیادی روح یہی کارفرما تھی کہ عبادات اور معمول کی معاشرتی زندگی میں کوئی روک ٹوک واقع نہ ہو۔ نہ آپؐ کی صحت پر کوئی برا اثر پڑے اور نہ آپؐ کے اصحاب و عشاق کو تتبع میں کوئی مشکل پیش آئے۔ دودھ گھی کھجور انگور گوشت، ستو، سرکہ، شہد، کدو جیسی اشیاء حجاز عرب میں معمول کے مطابق میسر تھیں۔ ان میں سے جو بھی میسر آیا آپ نے استعمال فرمایا۔ البتہ چاندی کے برتنوں اور مردوں کے لئے ریشمی لباس کو ناپسند فرمایا۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

○

حسنِ مستور ہم بھی دیکھیں گے
جلوۂ طور ہم بھی دیکھیں گے

مے عرفاں کے جام چھلکا کے
ہو کے مخمور ہم بھی دیکھیں گے

تاج قدموں میں روندے جائیں گے
ظلم مجبور ہم بھی دیکھیں گے

زیر ہوں گے جو آج چھائے ہیں
فتح مامور ہم بھی دیکھیں گے

وہ جو پرچم اڑائے آتے ہیں
ہونگے معذور ہم بھی دیکھیں گے

آخرش ہوگی رحمت باراں
سب شرابور ہم بھی دیکھیں گے

شان سے وصل کے مزے لیں گے
ہم سے مہجور ہم بھی دیکھیں گے

اک حسین بن سنور کے آئے گا
چشم بدور ہم بھی دیکھیں گے

سر کہاں پہ جھکائیں گے طاہر
ہم سے مغرور ہم بھی دیکھیں گے

طاہر عارف

چالیس سال کی عمر اور خدائی فرمان

تحریر: مکرم عبدالقیوم صاحب راولپنڈی

قرآن مجید کی ہزاروں خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے تمام اہم ادوار کے لئے علیحدہ، جامع اور مناسب تعلیم دیتا ہے۔ اب چالیس سال کی عمر انسانی زندگی کا اہم موڑ ہے۔ اس عمر میں جسمانی قویٰ بھی مضبوط ہوتے ہیں اور روحانی قویٰ بھی اپنے کمال پر ہوتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء و رسل کو عام طور پر اسی عمر میں مامور فرماتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بھی ہوا۔ اسی طرح قرآن مجید عام انسانوں کو بھی جب وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچیں خاص طور پر مخاطب فرماتا ہے۔ سورہ احقاف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ أَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ (آیت ۱۶-۱۷)

ان آیات کا تفسیری ترجمہ یوں ہے کہ ہم نے شروع سے ہی انسانوں کو اپنے والدین سے حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ دیکھو اس کی والدہ اسے کیسی تکلیف کی حالت میں اٹھائے پھرتی ہے۔ پھر اس کا وضع حمل بھی دردناک حالت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے حمل اور دودھ پلانے کی تکلیف کا عمومی عرصہ تیس ماہ تک لمبا ہو جاتا ہے۔ جب یہی بچہ آہستہ آہستہ اپنی پختگی کو حاصل کر کے چالیس سال کا مضبوط انسان بن جاتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے رب سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب تو مجھے توفیق بخش کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیں۔ اور یہ بھی دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب تو خود ہی مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ایسے اعمال بجا لاؤں جنہیں تو پسند فرمائے۔ اور میری خاطر میری اولاد کی اصلاح فرما دے۔ میں صرف تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور ہر لحاظ سے میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اللہ فرماتا ہے ہم خدائے رحمان و رحیم اس پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے بہترین اعمال کو ہم ضرور قبول

فرمائیں گے اور ان کی برائیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے انہیں جنت کے مکینوں میں داخل کر دیں گے! اے نسل انسانی غور سے سنو مندرجہ بالا وعدہ برحق ہے جو ابتدائے نسل انسانی سے ان لوگوں سے گو اس دنیا میں کیا جا رہا ہے لیکن آئندہ زندگی میں یہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔

آیات کے مطابق اللہ تعالیٰ ابتدائے آفرینش سے ہی انسان کو اپنے والدین سے حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیتا آیا ہے۔ اسے بتاتا ہے کہ کس طرح اس کی والدہ تکلیف کی حالت میں اسے اٹھائے پھرتی ہے۔ اپنے جسم و خون سے اس کی پرورش کرتی ہے۔ اس حالت میں اس کی کمزوری بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے لئے چلنا پھرنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ گو اس کے ضعف اور تکلیف کا یہ زمانہ لمبا ہوتا جاتا ہے اس کے باوجود ایک شوق اور امید لئے زندگی کے یہ تکلیف کے دن صبر سے گزار دیتی ہے۔ پھر وضع حمل کے وقت وہ موت اور زندگی کی سرنگ سے گذرتی ہے تب جا کر ایک انسان کا وجود اس عالم میں ظاہر ہوتا ہے کئی مائیں ہیں جو وضع حمل کی تکلیف میں اپنی جان کی بازی تک ہار دیتی ہیں اور اپنے بچہ کو ایک نگاہ دیکھے بغیر اس دنیا سے ہی رخصت ہو جاتی ہیں اس وقت وہ نومولود سخت کمزور اور لاچار ہوتا ہے جب کہ اس کی والدہ بھی اسی طرح سخت کمزوری کی حالت میں ہوتی ہے۔ پھر بھی وہ اس بچہ کو چھوڑتی نہیں بلکہ اپنے سینہ سے چمٹائے رکھتی ہے۔ پھر اپنے خون سے جو دودھ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اس کی پرورش کرتی ہے۔ نہ اسے اپنی جان کا خیال ہوتا ہے۔ نہ رات اور دن کا ہوش۔ ایک لو لگی ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت اس پر قربان ہوتی رہتی ہے۔ جب کبھی وہ بچہ دودھ کے لئے روتا ہے تو وہ بھاگ کر اس کے پاس آتی اور اپنا دودھ اسے پیش کر دیتی ہے۔ پھر اگر کبھی وہ بیمار ہو جائے تو ماں کی جان پر بن جاتی ہے۔

یہاں یہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ماحول میں کئی ہیں جو بڑے ہو کر اپنی ایسی ماں کو دھکا دیتے ہیں۔ اس کی بے عزتی کرتے ہیں۔ اس کی خدمت نہیں کرتے اور اس کے حقوق سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ یہ ماں کے خلاف نہیں۔ انسانیت کے خلاف جرم ہے اور ایسے لوگ چاہے کچھ بھی جانی و مالی قربانی کر لیں وہ ہرگز خدا کا قرب نہیں پا سکتے اور ان کی سب عبادتیں ہیچ ہیں +

کچھ وقت گزرنے کے بعد پھر وہ بچہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل ہوتا ہے۔ ان متواتر مشکلات کے سمندر سے گذر کر وہ بڑا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے قویٰ میں ترقی کرتا ہوا چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے۔ اس وقت اس کے جسمانی اور باطنی قویٰ دونوں اپنے کمال پر ہوتے ہیں۔ تب وہ اپنی چالیس سال کی زندگی پر غور کرتا ہے تو اسے اپنی پرورش میں خدائے رحمان و رحیم کا خاص ہاتھ نظر آتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے والدین کے احسانوں کو بھی خاص طور پر یاد کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ خدا سے دعا کرتا ہے۔

"رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ۔"

اے میرے رب تو مجھے بخش کہ میں تیری نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر کیں اور مرے والدین پر کیں۔

"وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ"

ایسے اعمال بجالاؤں جنہیں تو خاص طور پر پسند فرمائے

"وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ"

"اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

تمام غیر معبودوں سے ہٹ کر میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں+

ان آیات میں نسل انسانی کو جب وہ چالیس برس کی عمر کو پہنچ جائے ایک خاص لائحہ عمل عطا کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم تو ہر خاص و عام تک خواہ مرد ہو یا عورت سب کے لئے ہے لیکن بیان شدہ لائحہ عمل خصوصی طور پر ان لوگوں کے لئے ہے جو چالیس سال کی عمر کے ہو جائیں۔ یہ آسمانی لائحہ عمل دو دعاؤں اور دو عملوں پر مشتمل ہے۔ دعائیں ان امور پر ہیں کہ انسان خدا کا شکر گذار بندہ بن جائے اور دوسرے یہ کہ اس کی اولاد کی اصلاح ہو جائے۔ اسی طرح دو عمل یہ ہیں ایک یہ کہ وہ ایسے کام کر جائے جن سے خدا خوش ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ خدا کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو کر اس کا کامل فرمانبردار بندہ بن جائے+

یہ گویا ایک ماٹو ہے اور جامع پروگرام ہے جو چالیس سال کی عمر کو پہنچنے پر زمین و آسمان کا خدا ایسے انسانوں کو عطا فرماتا ہے۔ گو حقیقی ماٹو تو کلمہ طیبہ ہے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ جو ہر فرد بشر کے لئے ہے اور ہر حالت کے لئے ہے اور ہر مقام کے لئے ہے لیکن اسی یونیورسل ماٹو کے تحت چالیس سال کی عمر کے انسان کے لئے اس کی ضرورتوں کے مطابق مذکورہ آیت ہے۔

دوسری طرف قرآن مجید ایک لیلتہ القدر کو ہزار مہینہ سے بہتر قرار دیتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن مجید کے نزول کے بعد انسانی اوسط عمر ہزار ماہ یعنی ۸۳ سال کے لگ بھگ ہو گی۔ یہ حساب قمری بھی ہو سکتا ہے اور شمسی بھی۔ جس سے دونوں عمروں میں چند سالوں کا فرق پڑ جائیگا۔ اس لحاظ سے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ عام انسانی عمر کا اندازہ اب ۷۵ سے ۸۳ سال کے درمیان ہو گا گو اللہ تعالیٰ کے دیگر قوانین کے تحت یہ عمر مزید لمبی بھی ہو سکتی ہے اور کم بھی+ پھر چالیس سال کی عمر کو پہنچنے پر جو لائحہ عمل انسان کو عطا کیا گیا ہے وہ بھی چار اہم امور پر مشتمل ہے۔ اس کی باقی ماندہ زندگی اب چالیس سال ہے گویا ہر ہدائیت کے لئے دس سال عطا کئے گئے ہیں اب اس آسمانی لائحہ عمل کو دس دس سال کے ایک ایک دور پر تقسیم کر لیں یا چاروں ہدایات کو یکجائی طور پر چالیس سال میں مکمل کر لیں۔ دونوں صورتیں ممکن ہیں+

اگر چاروں ہدایات کو ترتیب وار دس دس برسوں پر پھیلائیں تو صورت کچھ یوں بنے گی۔

<u>پہلی ہدائیت</u>: اللہ تعالیٰ کی ان نعماء پر شکر جو خود انسان پر ہوں اور جو اس کے والدین پر ہوں+

اگر انسان کی آنکھیں روشن ہوں تو وہ ان نعماء کا بخوبی ادراک کر سکتا ہے جو اس کی پیدائش اور بچپن کے زمانہ میں خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہوں جیسا کہ ایک حد تک ان کا اشارتاً ذکر کیا جاچکا ہے۔ پھر اس کے چلنے پھرنے کے زمانہ سے آگے چلیں تو بھی نعماء الٰہی بارش کی طرح اس پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اس زمانہ میں متعدد بیماریاں لاحق رہتی ہیں مثلاً چیچک۔ خسرہ۔ پولیو۔ٹائیفائڈ وغیرہ جن سے انسانی جان کو ہروقت خطرہ دامنگیر رہتا ہے جو بعض دفعہ اپاہج بھی کر دیتی ہیں۔ پھر مزید بڑا ہونے پر وہ تعلیم اور معاش کے لئے گھر سے باہر نکلتا ہے اس وقت ہزاروں حادثات اور سانحات ہیں جو دائیں بائیں پر پھیلائے رہتے ہیں اور جن سے گذر کر وہ پختگی کی عمر کو پہنچتا ہے۔ ساتھ ساتھ اس کے والدین کا زندہ رہنا بھی بڑی نعمت الٰہی ہے جو ہر طرح اس کا ساتھ دیتے اور اس کی ضروریات پر حتی المقدور خرچ کرتے ہیں۔ جوانی کی عمر پر والدین اس کی شادی کا بندوبست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے بیوی بھی عطا کرتا ہے اور اولاد بھی+ یہ تذکرہ ان ہزاروں لاکھوں افضال اور انعامات الٰہیہ میں سے ایک دو تین کا ہے اور وہ بھی اشارتاً ہے۔ اگر ہر شخص آنکھیں کھولے اور دل کو نرم کر کے اپنی گذری ہوئی چالیس سالہ زندگی کو دیکھے تو اسے ہرگز یہ طاقت نہ ہو سکے گی کہ ان نعماء کو شمار کر سکے۔ تب بے اختیار اس کے دل سے یہ آواز اٹھے گی:-

تیری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی

اس وقت اس کا دل خدا کے شکر کی طرف مائل ہو گا۔ اگر وہ قرآن مجید کا جاننے والا ہے تو اس کی نگاہ خدا کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اٹھ جائیگی جہاں وہ خالق کے خلیل اللہ کے متعلق یہ پڑھے گا۔

"اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۖ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(النحل آیت ۱۲۱۔۱۲۲۔۱۲۳)

سنو! یقیناً ابراہیم جو ہر قسم کے خیر کا جامع تھا وہ تو اللہ تعالیٰ کا حقیقی فرمانبردار اور اسی کی طرف جھکنے والا انسان تھا۔ اس میں ایک خاص خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بہت قدر دان اور شکر کرنے والا تھا۔ اسی وجہ سے خدا نے بھی اسے چن لیا اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اور ہم نے اسی ورلی دنیا میں اسے ہر قسم کی حسنہ اور خیر عطا کی اور وہ یقیناً بعد میں آنے والوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں گنا جائیگا

یہ شکر الٰہی کا زمانہ دس سال تک ممتد ہونا چاہئے۔ اس عرصہ میں جتنا وہ غور کرے گا اتنا ہی اس کا ان نعمتوں پر ادراک بڑھے گا اور ساتھ ہی احساس بیدار رہے گا کہ اسے اپنے خالق و مالک کی ان گنت نعمتوں اور

احسانوں کا شکر گزار بندہ بننا اور رہنا چاہئے۔ اس طرح اس کی روح خدا کے حضور سجدہ ریز رہے گی۔ اور خدا کے حضور سجدہ ریز رہنے کے لئے ہی تو وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جب شکر الٰہی کمال پر پہنچے گا تو دوسری ہدایت کا وقت آ جائے گا۔ جو یہ ہے

دوسری ہدایت ایسے اعمال کی جستجو جن سے محبوب ازلی راضی ہو جائے شکر الٰہی کے نتیجہ میں وہ حرز کے قریب ہو گا تب اس کی روح خواہش کرے گی کہ گو پچھلی پچاس سالہ زندگی میں اس نے فرائض و نوافل ادا تو کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل تو کیا ہے لیکن وہ ایسے چنیدہ اعمال بھی بجالائے جو خدا کی خاص خوشنودی کا ذریعہ بن جائیں۔ جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول بنے تو انہوں نے حضرت ابو بکر کے خادم سے پوچھا کہ کیا وہ ایسے کام بھی کرتے تھے جو وہ دوسروں پر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ اس نے کہا کہ بظاہر تو ایسا کوئی نہیں۔ ہاں وہ صبح صبح حلوہ یا اس قسم کی کوئی چیز اس پہاڑ کی طرف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور حلوہ لے کر اس پہاڑ کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا کہ شاید کوئی اندھا یا کوئی اپاہج ایک غار میں بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے سمجھا کہ اس کو حضرت ابو بکرؓ حلوہ کھلایا کرتے ہوں گے حضرت عمر نے وہ حلوہ اس معذور شخص کو پیش کیا تو اس نے جواباً کہا کہ کیا ابو بکرؓ فوت ہو گئے ہیں؟۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا تو اس معذور نے جواب دیا کہ وہ تو حلوہ میرے منہ میں ڈالا کرتے تھے اور آپ نے میرے سامنے رکھ دیا ہے اور ابو بکرؓ نے کبھی ناغہ نہیں کیا وہ آج آئے نہیں تو میں نے سمجھا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ نیکی ان اعمال میں سے تھی جن سے محض رضائے الٰہی مقصود تھی۔ اور ایسی نیکی کی خواہش محبت و عشق کے جذبہ سے ہی پیدا ہوتی ہے کیونکہ حضرت ابو بکرؓ کے اس فعل میں تیسرا شخص کوئی شریک نہ تھا اس کا علم صرف ابو بکرؓ کو یا اس اپاہج کو تھا۔ اور یا پھر عالم الغیب خدا کو الغرض اس دس سالہ دور میں انسان میں اگر وہ حقیقی شاکر ہو تو خود بخود ایسے اعمال بجالانے کا جذبہ بھڑک اٹھے گا جن سے محض خدائے ودود کی رضا حاصل ہو سکے گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فرائض یا دیگر اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر ظاہر ہیں اور دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھتے ہیں۔ اور ان پر اپنی رائے قائم کرتے ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جب تک انسان پر فنا وارد نہ ہو اس کے اعمال میں باریک در باریک اور دیگر نقائص ضرور راہ پا جاتے ہیں اس لئے محض خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور بھی اعمال تلاش کرنے پڑتے ہیں جس کے لئے وہ نت نئے جتن کرتا رہتا ہے۔ لیکن نت نئے جتن شریعت کے اندر رہ کر اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تتبع میں ہی کئے جاتے ہیں یہ زمانہ ۵۰ سے ۶۰ سال تک چلتا چلا جاتا ہے+

تیسری ہدایت وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ کہ میری خاطر میری ذریت کی اصلاح فرماوے یہاں اصلح فی

ذریتی کہ میری اولاد کی اصلاح کر دے کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے بلکہ اَصۡلِحۡ کے بعد لِیۡ کا لفظ ڈالا گیا ہے کہ میرے لئے یا میری خاطر میری اولاد کی اصلاح فرما دے۔ ایک لحاظ سے یہ محبت اور ناز کا فقرہ ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس انسان کے ساتھ گہرے تعلق کا اظہار ہے۔ مندرجہ بالا فقرہ سے جو خدا نے بصورت دعا انسان کو سکھایا ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ اولاد کی تربیت ایسا اہم معاملہ ہے جس کے لئے خدا کی خاص تائید اور مدد کی ضرورت ہے۔ گو انسان کی اپنی کوششیں اپنی جگہ بہت ضروری ہیں لیکن وہ صحیح نتیجہ تب پیدا کریں گی جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود اولاد کے دل میں اتر کر انہیں نیکی اور تقویٰ پر قائم فرما دے گا اور جب انسان کو جس کی عمر ۶۰ سال سے تجاوز کر رہی ہو یہ یقین ہو جائے کہ وہ اپنی جگہ نیک اولاد کو چھوڑے جا رہا ہے تو اس کے دل میں طمانیت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یہ دعائیں ایک یا دو دن یا ایک دو مواقع کے لئے نہیں ہیں متواتر سالہا سال ان دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ حمل سے بھی بہت پہلے ان دعاؤں کی ضرورت ہے۔ پھر دوران حمل تو بہت سخت ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے اور وضع حمل کے بعد تو دعاؤں کے ساتھ تدبیروں کی بھی ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ۶۰ سال سے تجاوز پر اپنے بندہ سے یہ توقع رکھتا ہے کہ اس دور میں وہ دن رات اپنی اولاد کی اصلاح کی کوشش کرے گا جس کے لئے اسے خدائے قادر کے در پر دھونی رمانی ہو گی۔ بہت سے لوگ ہیں جو خدا کے فضل سے خود تو مخلص ہیں لیکن ان کے دل میں یہ تڑپ نہیں ہوتی کہ رات دن اپنی اولاد کے لئے دعائیں کریں نتیجہ یہ کہ ان کے گذر جانے کے بعد ایسی اولاد خدا سے دور چلی جاتی ہے۔ اپنی اولاد کے لئے متواتر دعا کرتے رہنا نفس پرستی نہیں۔ بلکہ وہ اولاد تو اب خدا کی ہے۔ اصل میں تو وہ خدا کے بندے ہیں۔ اور خدا کے بندوں کی اصلاح کے لئے دعا کرنا تو اپنی ذات میں اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ پھر جب ان دعاؤں کے بعد خدا کا فضل نازل ہو گیا کیونکہ اس کے ذریعہ اس خدا کی زمین میں ایسے نفوس پھیل گئے ہیں جو خدا کے ہیں + دعاؤں کا یہ زمانہ اندازاً ۷۰ سال تک چلتا ہے +

چوتھی ہدایت کہ میں تمام ظاہری اور باطنی معبودانِ باطلہ سے کنارہ کشی کر کے اے خدا! تیری طرف آتا ہوں اور میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس چوتھی ہدایت کے ساتھ عشرہ بھی چوتھا اور آخری ہے۔ اس کی مثال ایک حد تک اس دوڑ سے دی جا سکتی ہے جس کے کل آٹھ چکر ہوں۔ کھیلوں میں آخری چکر کی دوڑ دیکھنے والی ہوتی ہے۔ دوڑنے والے اپنی ساری طاقت ساری قوت اور سارا عزم اس آخری چکر میں ختم کر دیتے ہیں۔ یہی حال انسانی زندگی کا بھی ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس عشرہ میں جو ایک انسان کا اس دنیا میں آخری چکر ہے وہ مکمل طور پر خدائے واحد و یگانہ کی طرف متوجہ ہو۔ اپنی ہر حرکت و سکون میں خدا کو سامنے رکھے۔ اپنے وجود کے ہر ذرہ کو خدا کی

اطاعت میں لگا دے۔ اس کی تمام نیات اور ارادے خدا ہی کی فرمانبرداری میں ہوں۔ اس کی روح ہمہ وقت خدا کے قدموں میں سجدہ ریز رہے۔ اس کی نفسانی خواہشوں اور نفسانی زندگی پر ہر طرف سے فنا کی ہوائیں چلیں اور وہ اس مصرعہ کا مصداق بن جائے "ہو جاؤ خاک مرضی مولا اسی میں ہے" اس کی جتنی بھی طاقتیں ہوں جتنی بھی صلاحیتیں ہوں۔ جتنا بھی علم ہو۔ جتنا بھی مال ہو۔ جو بھی ظاہری عزت ہو وہ سب مالک حقیقی کو واپس کر دے ان تمام باتوں کے بعد جب وہ فنا ہو چکا ہو تب وہ خدا میں ہی زندہ رہے اور اسی میں مرے۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کر رہی ہے

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (انعام ۱۶۳)

میری نماز۔ میری قربانی۔ میری زندگی اور میری موت سب اس معبود حقیقی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا اور مالک ہے۔ اس لئے جب بھی رب العرش کا اسے بلاوا آئے تو اسکی روح عملاً یہ اعلان کر رہی ہو

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (بقرہ ۱۳۳)

الغرض مندرجہ بالا چار وہ اہم مقاصد ہیں جو قرآن مجید کا نازل کرنے والا خدا ہر چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والے مومن کے لئے مقرر فرماتا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ ہر دہائی میں ایک ہی مقصد سامنے رکھا جائے بلکہ چاروں مقاصد ایک ساتھ سامنے رکھ کر ان تمام پر یکجائی طور پر عمل جاری رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن خدائے رحمان کی یہ خواہش ضرور ہے کہ ان چاروں پر موت سے پہلے پہلے عمل ضرور ہو جائے تا وہ اس مقصد میں کامیاب ہو جائے جس کے لئے اس کی تخلیق کی گئی تھی۔

تاہم اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ باوجود انتہائی کوشش کے ہر انسان اپنے ان نیک ارادوں میں ہمیشہ کامیاب نہیں ہوتا۔ کہیں نہ کہیں کمزوری دکھا کر گر جاتا ہے اور مقصد کو سامنے رکھنے کے باوجود وہ اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ اور عزم صمیم کے ہوتے ہوئے راستہ کی مشکلات میں اس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ بے بس، بے کس ہو کر خدائے رحمان و رحیم کے قدموں میں ہی گر جائے۔ اور پھر گرا رہے اور اپنے آپکو اس کے بے پایاں اور بے حد و حساب رحم کے نیچے ڈال دے جس کے متعلق کائنات کے خالق و مالک نے ابتدائے نسل انسانی کے وقت یہ فرمان جاری فرمایا ہوا ہے کہ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ

اور جسے زمانہ کے مامور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا:۔

؎ اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ماموریت کے ۱۹ ویں سال

۱۹۰۰ء کے اہم واقعات و نشانات پر طائرانہ نظر

الہامات اور رؤیا کشوف کا ایمان افروز سلسلہ

(آخری قسط)

از: مکرم حبیب الرحمن زیروی انچارج لائبریری

۱۔ عید الفطر اور "جلسہ دعا"

۲۔ فروری ۱۹۰۰ء کو عید الفطر تھی تاریخ احمدیت جلد سوم میں ہے کہ حضور کی تحریک قادیان اور اس کے قریبی دیہات کے علاوہ مدراس، کشمیر، شاہجہانپور (یوپی) جھنگ، ملتان، پٹیالہ، سنور، کپور تھلہ، مالیر کوٹلہ، لدھیانہ، شاہ پور، سیالکوٹ، گجرات، لاہور، امرتسر، بٹالہ اور گورداسپور سے ایک ہزار سے متجاوز افراد جمع ہو گئے۔" (ص ۹۰)

"حضرت مولوی نور الدین صاحب نے نماز عید الفطر پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک نہایت لطیف اور موثر خطبہ دیا جس میں سورۃ والناس کی تفسیر کرتے ہوئے عجیب و غریب نکات و معارف بیان کئے۔ ان دنوں چونکہ انگریزی حکومت جنوبی افریقہ کے مقامی باشندوں سے نبرد آزما تھی اس لئے آپ نے اپنی تقریر میں حکومت کی طرف سے آزادی مذہب کی پالیسی کو سراہتے ہوئے احباب کو اس کی فتح کے لئے دعا کی پر زور تحریک کی بلکہ تقریر کے بعد آپ نے حاضرین سمیت دعا بھی فرمائی اس مناسبت سے اس تقریب کو "جلسہ دعا" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے" (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۹۰-۹۱)

۲۔ عید الاضحیہ اور خطبہ الہامیہ کا عظیم الشان نشان

۱۱۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید الاضحیہ تھی اخبار الحکم میں ہے:۔ "۱۰۔اپریل ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اس موقعہ پر سب سے زیادہ دوست سیالکوٹ سے تشریف لائے۔ اور اس سے پیشتر کبھی اسقدر دوست سیالکوٹ سے نہ آئے تھے چنانچہ ان کی ایک ریزرو گاڑی بٹالہ تک پہونچی تھی۔ بہرحال امرتسر، بٹالہ، لاہور، وزیر آباد، سیالکوٹ جموں، پشاور، گجرات، جہلم، راولپنڈی، کپور تھلہ، لدھیانہ، پٹیالہ، بمبئی، لکھنؤ، سنور، وغیرہ بہت سے مقامات سے مہمان آئے جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔"

(نمبر ۱۴ جلد ۴ صفحہ ۲ اپریل ۱۹۰۰ء)

اخبار الحکم کے مطابق یوم العرفہ حضرت اقدسؑ نے ایک مختصر چٹھی کے ذریعہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب...... کو علی الصبح اطلاع دی کہ میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گزارنا چاہتا ہوں اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام اور جائے سکونت لکھ کر میرے پاس بھیجیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے...... اس پر حضرت مولانا نے سب دوستوں کو بلا کر ایک مختصر سی تقریر کے بعد حضرت اقدس کے ارشاد سے سب کو مطلع کیا (ایضاً)

اخبار الحکم میں ہے کہ "چونکہ اس روز احباب کثرت سے آرہے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں آپ کی زیارت کروں اس وجہ سے حضور قلب اور رجوع تام میں فرق آتا تھا للہذا حضرت اقدس نے مکرر اطلاع بھیجی کہ میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے اس طرح پر سخت حرج ہوتا ہے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے پھر دوستوں کو جمع کر کے اس حکم سے اطلاع دی۔ مغرب اور عشاء کی نماز جمع ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ "چونکہ میں خدا تعالیٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گزاروں اس لئے میں جاتا ہوں تاکہ تخلف وعدہ نہ ہو۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور دعا میں مصروف ہو گئے" (ایضاً)

۳۔ نماز عید اور خطبہ عید الاضحیہ...... چشم دید روئیداد

حضرت عرفانی صاحب کی چشم دید روئیداد ہے کہ:۔ آج عید کی صبح کو مولانا موصوف (حضرت مولانا عبد الکریم...... ناقل) اندر تشریف لے گئے۔ اور عرض کیا کہ میں آج خصوصیت کے ساتھ عرض کرنے کو آیا ہوں کہ آپ تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں آپ نے فرمایا کہ "خدا نے ہی حکم دیا ہے" اور فرمایا کہ رات کو الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو۔ میں کوئی مجمع سمجھتا تھا شاید یہی مجمع ہو۔

غرض حضرت مولانا موصوف کی تحریک پر دنیا کو وہ بے نظیر نعمت ملی جو الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہوگی اور جسے ہم بھی اگر موقع ہوا تو درج اخبار کر دیں گے۔ اور ہمارا یقین ہے کہ اس خطبہ پر جسقدر برکات اور فیوض نازل ہوئے ہیں اور ہوں گے ان میں سے ایک بڑا حصہ حضرت مولانا کو ملے گا اس لئے کہ اصل محرک وہی ہیں اور حضرت نے خود کئی بار ان کی تحریک کا اعتراف فرمایا ہے...... آٹھ بجے تک...... صحن اور اندر قریبا بھر چکا تھا۔ حضرت اقدس کوئی ساڑھے آٹھ بجے کے قریب تشریف لائے اور کوئی سوا نو بجتے بجتے تک نماز سے فارغ ہو گئے نماز حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت اقدسؑ خطبہ کے لئے...... بیچ کے دروازہ میں کھڑے ہوئے اور...... خطبہ پڑھا۔" (اخبار الحکم نمبر ۱۴ جلد ۴۔ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۰ء)

حضرت عرفانی صاحب فرماتے ہیں کہ

"بعد نماز آپ نے اردو خطبہ دیا اور اس کے اختتام پر فرمایا:۔

"میں اب چند فقرے عربی میں سناؤں گا کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے مجمع میں کچھ عربی فقرے بولنے کا حکم دیا تھا پہلے میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی مجمع ہو گا جس میں خدا کی بات پوری ہو مگر خدا تعالیٰ مولوی عبدالکریم صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تحریک کی اور اس تحریک سے زبردست قوت دل میں پیدا ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور نشان آج پورا ہو۔" (حیات احمد جلد چہارم صفحہ ۱۹۳)

عربی خطبہ سے قبل حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی ...... نے عرض کیا کہ حضور باہمی خلت و اخوت پر کچھ تقریر فرمائیں چنانچہ آپ نے ایک مختصر تقریر باہمی اتحاد و اتفاق پر فرمائی۔ جو اخبار الحکم ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۰ء میں درج ہے۔

جناب شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم مربی سلسلہ لاہور مصنف حیات طیبہ لکھتے ہیں:۔

"حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صبح کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی کہ "میں آج خصوصیت سے عرض کرنے آیا ہوں کہ حضور تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں آپ نے فرمایا کہ

"خدا نے بھی یہی حکم دیا ہے" آج صبح کے وقت الہام ہوا ہے کہ "مجمع میں عربی میں تقریر کرو۔ تمہیں قوت دی گئی" میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا۔ شاید یہی مجمع ہو۔ اور نیز الہام ہوا ہے۔

"کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ (اخبار الحکم نمبر ۱۴ جلد ۴۔ ۷ اپریل ۱۹۰۰ء)

"یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے"

حضرت عرفانی صاحب خطبہ الہامیہ کی روئیداد بعنوان "ایک عظیم الشان نشان کا ظہور" تحریر فرماتے ہیں:

"القاو ایماء کے موافق حضور نے عربی زبان میں خطبہ پڑھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا چونکہ یہ خطبہ آیات اللہ میں سے ایک زبردست آیت اور لانظیر نشان ہے جو ہماری آنکھ کے سامنے بلکہ ایک عظیم الشان گروہ کے سامنے پورا ہوا۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ زبردست فی الحقیقت اعجاز تھا غرض حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کے لئے تیار ہوئے اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں جب حضرت مولوی صاحبان تیار ہو گئے تو آپ نے یَا عِبَادَ اللّٰہ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا ہماری زبان قلم میں طاقت نہیں کہ آپ کے لب ولہجہ کی تصویر الفاظ میں کھینچ سکے۔ الفاظ میں ایک برقی اثر تھا جو اندر ہی اندر طبیعت کے مواد ردیہ کو زائل کر رہا تھا۔ شکل صورت زبان ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور اس کی زبان اپنے اختیار میں نہیں ہے نیم

باز آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ ایک سکر کی سی حالت طاری ہے۔ حضرت اقدس کھڑے ہوئے تھے چند عربی فقرات بولنے کے واسطے جو گویا ارشاد الٰہی کی تعمیل تھی لیکن کوئی دو گھنٹے تک ایک وسیع اور فصیح خطبہ جو حقائق و معارف سے پر تھا تہذیب نفس اور اصلاح روح کے لئے ایک نسخہ شفا بخش تھا۔ جس قدر معرفت کے دقیق راز اس خطبہ میں بیان کئے گئے ہیں واللہ باللہ ایسے تھے کہ نہ کبھی اس سے پیشتر کان آشنا تھے اور نہ آنکھ سے کسی کو بیان کرتے دیکھا تھا حضرت اقدس نے اثناء خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں آخر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق یہ عظیم الشان نشان پورا ہوا"

"اس امر کی تفصیل کے لئے ایک جداگانہ مضمون کی ضرورت ہے لیکن جب کہ عربی خطبہ چھپ کر شائع ہو جائے گا خود پتہ لگ جائیگا۔ کہ اس میں کیا ہے مختصر طور پر ہم اتنا بتانا چاہتے ہیں اس عربی خطبہ میں اولاً قربانی کی حقیقت بتائی پھر بتایا کہ خلیفۃ اللہ کیا ہوتا ہے اور آخر میں اپنے دعوے اور مقام کا تذکرہ ہے اور مخالفین پر اتمام حجت کا بیان ہے۔"

"جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں حضرت اقدس نے فرمایا اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لئے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی الحمدللہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق قبول ہو گئیں۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے جس خوبی اور فصاحت کے ساتھ اس کا ترجمہ کیا یہ بجائے خود ایک نشان تھا کسی دوسری زبان کے بیان کردہ مضامین کو اپنی زبان میں ارتجالا ادا کرنا آسان کام نہیں ہے اور خصوصاً معارف و حقائق کا ترجمہ۔ مگر مولوی صاحب نے جو صفائی کے ساتھ ترجمہ سنایا وہ گویا روح القدس کی امداد سے بول رہے تھے لفظی بامحاورہ سلیس مسلسل جس قدر خوبیاں ایک ترجمہ میں ہونی چاہئیں وہ سب موجود تھیں۔

ابھی حضرت مولانا موصوف ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرط جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ مبارک یہ گویا قبولیت کا نشان ہے آخر مولانا صاحب نے ترجمہ ختم کیا اور ترجمہ ختم کرتے وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا پس نماز ظہر اور عصر جمع کر کے ادا کی گئی۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اتنی مہلت دی کہ .... ایک عظیم الشان نشان ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ لیا اب خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ اور حشر اس امام کے ساتھ کرے جس پر اس کی نصرتوں کی بارش ہو رہی ہے اور دنیا کو دیکھنے کی آنکھ اور سمجھنے کا دل عطا فرماوے۔ آمین"

(حیات احمد جلد چہارم صفحہ ۱۹۴-۱۹۵)

اس عظیم الشان خطبہ کے بارہ میں حضرت عرفانی صاحب....... فرماتے ہیں:-

"حضرت اقدس نے دوران تقریر میں فرمایا تھا کہ جو لفظ سمجھ میں نہ آئے ابھی پوچھ لو پھر مجھے بھی یاد نہ رہیگا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ میرے دماغ اور فکر کا نتیجہ نہیں خود بخود جملے اور فقرے لگاتار آ رہے تھے اور اسی لئے اس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا" (ایضا)

"حیات طیبہ" میں ہے:-

"اس کتاب کے ۲۰۴ صفحات میں ۳۸ صفحات اصل خطبہ کے ہیں اور یہ پہلا باب ہے بعد میں حضور نے دوسرے اور باب کا اضافہ فرمایا ہے۔ اصل خطبہ میں قربانی کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ بعد میں حضور نے اپنے دعویٰ پر روشنی ڈالی ہے (خطبہ الہامیہ کی اشاعت ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوئی۔ ناقل)" (حیات طیبہ صفحہ ۲۰۷)

۴۔ "البیت" اقصیٰ کی توسیع

جماعت کی غیر معمولی ترقی کے پیش نظر نمازوں اور اجتماعی پروگراموں کے لئے جگہ تنگ ہو چکی تھی۔ اس لئے "البیت" اقصیٰ کی توسیع تجویز ہوئی۔ حضرت عرفانی صاحب...... کا اس بارہ میں مندرجہ ذیل نوٹ ہے:-

"حضرت اقدس نے اس کی توسیع کا ارادہ فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی اس وحی کے تحت ایک شان تھی جو وسع مکانک کی عرصہ دراز پہلے ہو چکی تھی اور اس کے بعد یہ سلسلہ بڑھتا گیا اس کے لئے کوئی عام تحریک نہیں کی گئی تھی تاہم حضرت مخدوم الملت کے خطوط کی بناء پر بعض دوستوں کو اطلاع دی گئی تھی اور مقامی طور پر بھی تین سو روپے کے قریب چندہ جمع ہو گیا تھا اور حضرت میر ناصر نواب صاحب...... کے زیر اہتمام یہ کام شروع ہو گیا تھا ابتداء قادیان کے غیر مسلموں نے مخالفت کی جیسا کہ ان کا عام معمول تھا کہ وہ سلسلہ کے کاموں میں مخالفت کرنا اور تشدد کرنا اپنا نصب العین سمجھتے تھے لیکن جب قادیان کے غیر احمدیوں نے بھی کہا کہ یہ (البیت) کا معاملہ ہے ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے تو قضیہ ختم ہو گیا۔ اس توسیع کے سلسلہ میں راقم الحروف امابنعمت ربك فحدث کے ارشاد کی تعمیل میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا ذکر کرتا ہے کہ (البیت) کی توسیع میں جس زمین پر عمارت تعمیر ہوئی اس کے حاصل کرنے کی سعادت اسے ہی حاصل ہوئی۔ وہ سخت مخالفین کے قبضہ میں تھی اور خاکسار کی سعی کو اللہ تعالیٰ نے بابرکت فرمایا اور وہ زمین خریدی گئی فالحمد للہ۔ (حیات احمد جلد ۴ صفحہ ۱۹۱)

۵۔ منارۃ المسیح کے لئے تحریک

۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریک ہوئی کہ قادیان کی (البیت) اقصیٰ میں ایک سفید منار تعمیر کیا جائے نیز یہ خبر دی گئی کہ دین حق کی نشاۃ ثانیہ سے اس منار کی تعمیر کا گہرا تعلق ہے۔ حضرت اقدسؑ نے ہر قسم کے عواقب اور خطرات سے بے نیاز ہو کر ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کو جماعت کے نام ایک مفصل اشتہار شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں منار

کے اغراض و مقاصد اور اس کی عظمت و اہمیت کو بیان کیا گیا۔ حضرت اقدس نے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہو گا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معہ سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے۔ جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ ......اسی جگہ سے زندگی کی روح پھونکی جائے گی۔ اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہو گا...... یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ دلوں کو کھولو اور خدا کو راضی کرو۔ یہ روپیہ بہت سی برکتیں ساتھ لے کر پھر آپ لوگوں کی طرف واپس آئے گا۔ میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا اور ختم کرتا ہوں اور خدا کے سپرد۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۲۹۵-۲۹۶)

"آپ نے جماعت میں سے ایک سو مخلصین کا انتخاب فرمایا اور اسے اپنی جماعت کا خاص گروہ قرار دیا اور یکم جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اعلان کے ذریعہ ان کے متعلق اظہار فرمایا کہ ہر ایک ان میں سے ایک ایک سو روپیہ منارۃ المسیح کے چندہ میں داخل کرے" (حیات احمد جلد چہارم صفحہ ۳۳۶)

"حیات احمد" میں ہی حضرت منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری گورداسپور اور حضرت منشی شادی خاں صاحب لکڑی فروش سیالکوٹ کی قربانی کا بطور خاص ذکر ہے۔ (ایضا)

منارۃ المسیح کی تحریک کی حد تک ۱۹۰۰ء کے واقعات ہیں اس کی تعمیر و تکمیل بعد میں مرحلہ وار ہوئی جس کی الگ ایک بڑی تفصیل ہے۔ (منارہ کا سنگ بنیاد ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء میں رکھا گیا تھا)

۶۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی میدان مخالفت میں

اسی سال کا ایک اہم واقعہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا میدان مخالفت میں اترنا ہے۔ پیر صاحب کے ساتھ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی ...... کے مراسلات کا سلسلہ اپریل ۱۹۰۰ء سے جاری ہوا۔ (آئندہ کسی شمارہ میں اس کی تفصیل دی جائے گی۔)

حضرت اقدس ؑ کی کتاب تحفہ گولڑویہ اسی سلسلہ میں لکھی گئی۔ حضرت اقدس ؑ کا آخری اشتہار اور چیلنج پیر صاحب گولڑہ کے نام ایک مسکت دلیل صداقت ہے آپ نے ۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۰ء کے اشتہار میں پیر صاحب کو فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ لکھنے کے مقابلہ کی دعوت دی اور فرمایا کہ پیر صاحب کی تفسیر فصاحت و معارف میں

اگر فائق ثابت ہو تو انہیں پانچ صد روپیہ نقد ان کی نذر کریں گے۔ نیز بالآخر لکھا:۔

"اگر معیاد مجوزہ تک یعنی ۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵۔ فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہے فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گزر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۷۱-۳۷۲)

۷۔ حضرت اقدسؑ نے احمدی نام تجویز فرمایا

حضرت عرفانی صاحب فرماتے ہیں: حضرت اقدس کی مجلس میں اکثر ذکر تھا کہ سلسلہ عالیہ کے افراد کے لئے ایک نام تجویز فرمایا جائے اور بعض اوقات یہ بھی ذکر آتا کہ ان کا ایک لباس یا نشان تجویز فرمایا جائے جس سے ہر احمدی دوسرے کو شناخت کرلے اور اس طرح محبت و اخلاص پیدا ہو لیکن جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کا اعلان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی توجہ اس طرح منعطف کردی اور آپ نے اپنی جماعت کے افراد کو ارشاد فرمایا کہ وہ مردم شماری میں اپنا نام خانہ فرقہ مذہب میں احمدی لکھوائیں چنانچہ آپ نے ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ اس کا اعلان فرمایا اور اس نام کے رکھنے کے اسباب اور وجوہ بھی بیان فرمائے......" (حیات احمد جلد چہارم صفحہ ۳۳۶)

۸۔ ایک انعامی اعلان

حضرت عرفانی صاحب ...... فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے عقیدہ "مسیح ابن مریم کے وجود عنصری کے ساتھ نزول" پر ایک انعامی اعلان فرمایا۔ (جو منارۃ المسیح کے اعلان کے ساتھ تھا)

"وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور جسم عنصری کے ساتھ آسمان سے نازل ہو گا یہ خیال سراسر افترا ہے حدیثوں میں اس کا نام و نشان نہیں اگر کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا تھا اور پھر کسی وقت جسم عنصری کے ساتھ آسمان سے نازل ...... چڑھنا اور اترنا دونوں امر جسم عنصری کے ساتھ کسی حدیث سے ثابت ہو جائیں تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں ایسی صحیح حدیث پیش کرنے والے کو **ہزار روپیہ انعام** دونگا۔ لیکن اگر فقط آسمان کا لفظ بغیر شرط جسم عنصری کے کسی حدیث میں پایا جائے تو وہ مخالف کے لئے مفید نہیں ہو گا۔ کیوں کہ آسمان سے نزول اور صعود کا نقطہ ہمیشہ روحانی امور کے لئے آتا ہے اور قرآن شریف میں جو لکھا ہے کہ خدا نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ آسمانی تاثیرات سے نازل کیا ورنہ مینہ کا پانی زمین کے ہی بخارات ہیں جو زیادہ پانچ یا چھ میل تک اوپر چڑھ سکتے ہیں"......

(حیات احمد جلد چہارم صفحہ ۲۳۸)

۹۔ بشپ لیفرائے کا فرار

ایک مشہور عیسائی مناد بشپ لیفرائے جو دہلی میں ریورنڈ لیفرائے کے

نام سے مشہور تھا اس کا پورا زور لوگوں کو دین حق سے برگشتہ کرنا تھا۔ دہلی میں اس کے مباحثات علماء سے ہوتے رہتے تھے ۱۸۹۳ء میں لاہور آئے اور رنگ محل میں تین دن لیکچر دیا۔

(حیات احمد جلد چہارم صفحہ ۱۶۷)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کا بیان ہے کہ اس کی تقریر کے بعد جواب دیا گیا کہ:۔

"مسیح ابن مریم جو اللہ کا رسول ہے وہ دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو گیا اور صرف زندہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سارے رنگ محل میں ایک مسرت آمیز ہیجان پیدا ہو گیا۔ پادری لیفرائے نے اس وقت جواب تو کچھ نہیں دیا۔ مسلمانوں سے کہا کہ یہ مرزا قادیان کا عقیدہ ہے اور یہ صاحب مرزائی معلوم ہوتے ہیں یہ لوگ میرے مخاطب نہیں...... میں نے عام مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے اس پر تمام مسلمان جو ہال میں موجود تھے بالآخر بلند بول اٹھے کہ ہم مانتے ہیں کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور ہم مرزائی نہیں اس نے ریورنڈ لیفرائے کو حیران کر دیا"۔　(حیات احمد چہارم صفحہ ۱۹۷-۱۹۸)

عیسائیت کی سرگرمیاں پورے برصغیر میں نہایت وسعت سے جاری تھیں کہیں کہیں بھی عیسائی منادوں کے لیکچر ہوتے تو حضرت احمد قادیانیؑ کے پرجوش غلام انہیں مسکت جواب دیتے۔

۱۸ مئی ۱۹۰۰ء کو بشپ لیفرائے نے معصوم نبی کے موضوع پر لیکچر دیا اس مجمع میں حضرت اقدسؑ کے مشہور رفیق حضرت مفتی محمد صادق صاحب...... موجود تھے۔ مسلمان تو اس کے دلائل سن کر دہشت زدہ ہو گئے مگر کاسر صلیب حضرت مسیح موعودؑ کے غلام حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جوش غیرت کا مظاہرہ کیا اور پادری صاحب کے دلائل کی دھجیاں اڑا دیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہارات اور مضامین کے ذریعہ اس عیسائی مناد کو للکارا۔ اخبار پاؤنیر الہ آباد اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے پادری صاحب کی شکست کا ذکر کیا بالآخر بشپ لیفرائے نے راہ فرار اختیار کی۔ انڈین سپیکٹیٹر نے بشپ صاحب کے اس گریز کا برملا اعتراف کیا۔ (ان واقعات کی تفصیل اخبار الحکم قادیان ۱۹۰۰ء حیات احمد جلد چہارم میں ہے)

۱۰۔ مجلس تشحیذ الاذہان کی بنیاد

۱۹۰۰ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) نے ایک مجلس کی بنیاد رکھی جس کا نام حضرت اقدسؑ نے تشحیذ الاذہان تجویز فرمایا یہ دنیا میں احمدی نوجوانوں کی پہلی فعال تنظیم تھی اس تنظیم کے پریذیڈنٹ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب منتخب ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں اس کی سرگرمیاں تیز ہوئیں۔ اور اس کا ایک ترجمان "تشحیذ الاذہان" جاری ہوا۔

۱۱۔ تصنیفات ۱۹۰۰ء

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۰ء میں مندرجہ ذیل کتب

تصنیف فرمائیں۔ ا۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۲۔ لجۃ النور ۳۔ اربعین ۴۔ تحفہ گولڑویہ

۱۲۔ ۱۹۰۰ء کے بعض جید رفقائے بانی سلسلہ احمدیہ

تاریخ احمدیت جلد سوم میں مندرجہ ذیل جید رفقاء کا ذکر ہے۔

ا۔ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب خوست کابل ۲۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بسمل ۳۔ حضرت خان ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر ۴۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب ۵۔ عماد الملک مولوی سید مہدی حسن شاہ صاحب لکھنوی ۶۔ ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب ۷۔ مولوی ابوالحسن صاحب بزدار۔

☆ سال ۱۹۰۰ء کے چند خاص الہامات اور کشوف و رؤیا

○ مقدمہ دیوار کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے الہامات کے ذریعہ جو بشارات دیں۔ حقیقتہ الوحی میں اس کا ذکر ہے۔

۵۔ جنوری ۱۹۰۰ء ...... اَلرَّحٰی تَدُوْرُ وَیَنْزِلُ الْقَضَآءُ۔ اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ وَّلَیْسَ لِاَحَدٍ اَنْ یَّرُدَّ مَا اَتٰی۔ قُلْ اِیْ وَ رَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ لَّایَتَبَدَّلُ وَلَا یَخْفٰی وَیَنْزِلُ مَا تَعْجَبُ مِنْہُ وَحْیٌ مِّنْ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی۔ اِنَّ رَبِّیْ لَایَضِلُّ وَلَا یَنْسٰی۔ ظَفَرٌ مُّبِیْنٌ وَاِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔ اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْہُ فِیْ غَیِّہٖ یَتَمَطّٰی۔ اِنَّہٗ مَعَکَ وَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَمَآ اَخْفٰی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ یَعْلَمُ کُلَّ شَیْءٍ وَّیَرٰی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ یُحْسِنُوْنَ الْحُسْنٰی۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَاَعْرَضُوْا وَقَالُوْا کَذَّابٌ اَشِرٌ۔ وَجَعَلُوْا یَشْھَدُوْنَ عَلَیْہِ وَیَسِیْلُوْنَ اِلَیْہِ کَمَآءٍ مُّنْھَمِرٍ۔ اِنَّ حِبِّیْ قَرِیْبٌ۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّسْتَتِرٌ۔"

ترجمہ:۔ چکی پھرے گی اور قضا و قدر نازل ہوگی یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائیگی جیسا کہ چکی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ جو چکی کے سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ میں ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے ...... یہ خدا کا فضل ہے جو جس کا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئے گا اور کسی کی مجال نہیں جو اس کو رد کرسکے ...... کہہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے۔ اس امر میں نہ کچھ فرق آئے گا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہے گا اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں ڈالے گی یہ اس خدا کی وحی ہے جو بلند آسمانوں کا خدا ہے میرا رب اس صراط مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندوں سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے ان بندوں کو بھولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں سو تمہیں اس مقدمہ میں کھلی کھلی فتح ہوگی۔ مگر اس فیصلہ میں اس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے۔ تو میرے ساتھ ہے۔ اور میں تیرے ساتھ ہوں تو کہہ ہر ایک امر میرے خدا کے اختیار میں ہے پھر اس مخالف کو اس کی گمراہی اور ناز اور تکبر میں چھوڑ دے وہ قادر

تیرے ساتھ ہے اس کو پوشیدہ باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو انسان کے فہم سے بھی برتر ہیں وہ بھی اس کو معلوم ہیں۔ وہی خدا حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ انسان کو نہیں چاہئے کہ کسی دوسرے پر توکل کرے کہ گویا وہ اس کا معبود ہے ایک خدا ہی ہے جو یہ صفت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہی ہے جس کو ہر ایک چیز کا علم ہے اور جو ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے اور وہ خدا ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو نیکی کے تمام باریک لوازم کو ادا کرتے ہیں سطحی طور پر نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر بلکہ اس کی عمیق در عمیق شاخوں کو بجالائے ہیں اور کمال خوبی سے اس کو انجام دیتے ہیں سو انہیں کی خدا مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے پسندیدہ راہوں کے خادم ہوتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں اور چلاتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے احمد کو یعنی اس عاجز کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس قوم اس سے روگرداں ہو گئی اور انہوں نے کہا کہ یہ تو کذاب ہے۔ دنیا کے لالچ میں پڑا ہوا ہے یعنی ایسے ایسے حیلوں سے دنیا کھانا چاہتا ہے اور انہوں نے عدالتوں میں اس پر گواہیاں دیں تا اس کو گرفتار کرادیں اور وہ ایک تند سیلاب کی طرح جو اوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے اس پر اپنے حملوں کے ساتھ گر رہے ہیں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے۔ وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ۲۶۶ تا ۲۷۱ تذکرہ صفحہ ۳۴۵۔۳۴۶)

○ "۱۱۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو عیدہ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو۔ تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا۔

کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے......

(حقیقۃ الوحی۔ تذکرہ صفحہ ۳۴۸۔۳۴۹)

○ ۷۔ ستمبر ۱۹۰۰ء۔ حضرت کو کل دردسر کے وقت بار بار یہ الہام ہوا۔ اِنِّیْ مَعَ الْاُمَرَآءِ اٰتِیْكَ بَغْتَةً۔" (از مکتوب مولانا عبدالکریم صاحب مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۰۰ء مندرجہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۵ صفحہ ۱۰)

(تذکرہ صفحہ ۳۷۹)

○ "۱۹۰۰ء۔ اسی مضمون کے لکھنے کے وقت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یَلَاشْ خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا۔ اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا اس کے معنی میرے پر یہ کھولے گئے کہ یالاَ شریكَ اس کے نام کے الہام سے یہ غرض ہے کہ کوئی انسان کسی ایسی قابل تعریف صفت یا اسم یا کسی فعل سے مخصوص نہیں جو وہ صفت یا اسم یا فعل کسی دوسرے میں نہیں پایا جاتا۔ یہی سر ہے جس کی وجہ سے ہر ایک نبی کی صفات اور معجزات اخلاق کے رنگ میں اس کی امت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے جوہر سے مناسبت تامہ رکھتے ہیں۔ تا کسی خصوصیت کے دھوکہ میں جہلاء امت کے کسی نبی کو لاشریک نہ ٹھہرائیں۔ یہ سخت کفر ہے' جو کسی نبی کو یلاش کا نام دیا

جائے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۹ حاشیہ تذکرہ صفحہ ۳۸۹)

○ ۱۹۰۰ء۔ (الف) "کشفی طور پر ایک مرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا ہے۔ گو وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے وہ میرے سامنے کھڑا ہوا۔ اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ ہے **رودر گوپال تیری استت گیتا میں** لکھی ہے اسی وقت میں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے کیا ہندو' کیا مسلمان اور کیا عیسائی' مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں اور سب نے یہی وقت ٹھہرایا ہے اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں یعنی سوروں کو مارنے والا۔ اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا اور وہ میں ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں پیشگوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اسی ملک ہند میں پیدا ہوگا اور انہوں نے اس کے مسکن کے نام بھی رکھے ہیں۔ مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰ حاشیہ تذکرہ ۳۸۰)

"خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گزرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ در حقیقت نبی کے ہم معنی ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئے گا۔ جو کرشن کے صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں......" (ایضاً)

(ب) جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ

جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو یہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی تذکرہ صفحہ ۳۸۱)

○ فرمایا کیا دیکھتا ہوں کہ محمود کی والدہ آئی ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک جوتی ہے اور مجھ سے کہتی ہیں یہ جوتی آپ پہن لیں اور پھر میرے ہاتھ میں دے کر کہا یہ جوتی آپ کے لئے ہے پہن لیجئے "دشمن زیر ہے"

(از چٹھی مولانا عبدالکریم صاحب...... مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۷ ۳ صفحہ ۲ پرچہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

○ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء "بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات بتلاتے ہیں میں اس کو سنتا ہوں۔ مگر آپ کی صورت نہیں دیکھتا ہوں غرض یہ ایک حالت ہوتی ہے جو بین الکشف والالہام ہوتی ہے رات کو آپ نے مسیح موعود کے متعلق یہ فرمایا ہے:

یَضَعُ الْحَرْبَ وَیُصَالِحُ النَّاسَ یعنی ایک طرف تو جنگ و جدال اور حرب کو اٹھا دیگا دوسری طرف اندرونی طور پر مصالحت کرادے گا گویا مسیح موعود کے لئے دو نشان ہوں گے اول بیرونی نشان کہ حرب نہ ہوگی دوسرا اندرونی نشان کہ باہم مصالحت ہو جائے گی پھر اس کے بعد فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ سلمان یعنی

دو صلحیں۔ اور پھر فرمایا عَلٰی مَشْرَبِ الْحَسَنِ یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں بھی دو ہی صلحیں تھیں۔ ایک صلح تو انہوں نے حضرت معاویہ کے ساتھ کرلی اور دوسری صحابہ کی باہم صلح کرادی اس سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود حَسَنِیُ الْمَشْرَبِ ہے اس کے بعد فرمایا "حسن کا دودھ پئے گا" ...... پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مہدی آپ کی آل میں سے ہوگا یہ مسئلہ اس الہام سے حل ہوگیا اور مسیح موعود کا جو مہدی بھی ہے کام بھی معلوم ہوگیا ...... اصل بات یہی ہے جو اس الہام میں بتلائی گئی ہے یعنی وہ دو صلحوں کا وارث ہوگا یعنی بیرونی طور پر بھی صلح کرے گا اور اندرونی طور پر بھی مصالحت کرادے گا ......"

(الحکم جلد نمبر ۴۰ صفحہ ۳ پرچہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء تذکرہ صفحہ ۳۸۲۔۳۸۳)

○ ۱۹۰۰ء۔ "لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا۔ شیر خدا نے فتح پائی۔"

اور پھر فرمایا۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفٰی نبیوں کا سردار۔ و روشن شد نشانہائے من۔ بڑا مبارک وہ دن ہوگا دنیا میں ایک نذیر آیا' پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کردیگا۔ آمین"۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۸ تذکرہ ۳۹۸)

(نوٹ) ۱۹۰۰ء کے الہامات رؤیا و کشوف کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرماویں۔

(تذکرہ صفحہ ۳۴۳ تا ۴۰۳ و ۷۷ تا ۸۱ چوتھا ایڈیشن)

پسر موعود کی بشارت

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(از کلام حضرت مسیح موعودؑ)

ضروری نوٹ (بسلسلہ مضمون حضرت مصلح موعود کی یاد میں شمارہ ہذا صفحہ ۸): یہ مضمون مکرم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب صدر مجلس انصار اللہ امریکہ کی درخواست پر مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے انگریزی زبان میں تحریر فرمایا تھا۔ جو مجلس انصار اللہ امریکہ کے رسالہ النحل کے بہار ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب نے کیا۔

سائیکل سفر کی سکیم اور اراکین صف دوم انصار اللہ

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نائب صدر صف دوم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۳ء میں مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں صف دوم کا آغاز فرمایا۔ جس میں ۴۰ سال سے ۵۵ سال تک کی عمر کے انصار کو شامل کیا گیا۔ اس سال آپ نے ایک مبارک تحریک "سائیکل سکیم" کا آغاز فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ سے افراد جماعت کو خدمت خلق اور عمومی رابطوں کے میدان میں آگے بڑھایا جائے نیز اس کے ذریعہ عمومی صحت کا معیار بھی بلند ہو۔

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:۔

"میں یہ سوچتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی تجویز میرے ذہن میں ڈال دے جس کے نتیجہ میں جماعت ہر وقت حرکت میں رہے اور کسی دم غافل نہ ہو۔ چنانچہ یہی سوچتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے پچھلے دنوں مجھے خیال آیا کہ سائیکل چلانا صحت کے لئے بڑا اچھا ہے"

سائیکل کی سواری بڑی ضروری ہے۔ میرا تو دل کرتا ہے اور میں اپنی اس خواہش کا اظہار کرتا رہتا ہوں کہ اس وقت ایک لاکھ احمدی کے پاس سائیکل ہونا چاہئے تاکہ سائیکل کی ورزش سے ہماری صحت قائم رہے اور عمروں میں زیادتی ہو۔ اس کے علاوہ کم کھانے کا رواج بھی ڈالنا چاہئے"۔

"صحت کو برقرار رکھنے کے لئے سائیکل چلانا بہت مفید ہے میں چاہتا ہوں کہ جماعت میں مہم چلائی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سائیکل چلائیں یہ ورزش بہت مفید ہے"۔

۱۵ جولائی ۷۳ء کو ملاقاتوں کے بعد حضور نے فرمایا:۔ ...."میں نے احباب جماعت سے کہا ہے کہ وہ سائیکل خریدیں اور سواری کریں اور اس طرح جن علاقوں سے ہمارا کوئی ملاپ نہیں وہاں جائیں اور لوگوں سے رابطہ پیدا کریں...... یہ سفر جماعت کے لئے بھرپور برکات کا موجب ہوگا"

نیز فرمایا:۔ "سائیکل کے ذریعہ ملاپ بڑی فائدہ مند چیز ہے...... اگر ہم نے بنی نوع انسان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کی جھلکیاں ان تک پہنچنی چاہئیں"

ان ارشادات کی روشنی میں جملہ ناظمین ضلع و عہدیداران صف دوم کی خدمت میں خصوصی طور پر گزارش ہے کہ خدام الاحمدیہ کے تعاون کے ساتھ اراکین صف دوم کو سائیکل سفر کی اس مبارک تحریک میں شامل کریں۔ ضلع کی جملہ ـــــ مجالس کا سال بھر کا پروگرام آغاز میں ہی طے کر لیں کہ کونسی مجلس کس ماہ سائیکل سفر کرے گی۔ پھر ہر ماہ نگرانی و یاد دہانی بھی ہو۔ اس سلسلہ میں تفصیلی ہدایات بھی جلد عہدیداران کو پہنچا دی جائیں گی۔ انشاء اللہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی تعیین "پسر موعود"

"حضرت خلیفۃ المسیح اول کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب جو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی ہیں یہی پسر موعود ہیں۔ حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب....... فرماتے ہیں:۔

"۸۔ ستمبر ۱۹۱۳ء کی بات ہے یعنی عرصہ قریباً سات آٹھ ماہ کا ہوا کہ میں اپنے مکان پر مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس دیکھ رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت میاں صاحب ہی پسر موعود ہیں۔ تب میں اسی وقت حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں" جب میں نے دیکھا کہ ان کا بھی یہی اعتقاد ہے تو میں نے مکان پر واپس آ کر دو تین دن میں ان تمام دلائل کو جمع کیا اور حضرت میاں صاحب کے پسر موعود ہونے پر چودہ قرائن لکھے۔ چودھواں قرینہ (جو دراصل بڑا بھاری ثبوت ہے لیکن میں نے اس وقت قرینہ کا ہی لفظ لکھا تھا) اس بارے میں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا بھی یہی اعتقاد ہے اور اس قرینہ میں میں نے پہلے اپنے الفاظ لکھے پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے مذکورہ بالا الفاظ لکھے جو میری بات کے جواب میں فرمائے تھے۔ اس کے لکھنے کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تصدیق ان کے اپنے ہاتھ سے ہو جائے تو بہتر ہے تب میں وہ تحریر جو فلسکیپ کاغذ کے چار ورقوں پر تھی ان کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا کہ اس کو پڑھ لیجئے۔ انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے جب قرینہ چہار دہم پر پہنچے تو میں نے عرض کیا کہ حضور نے اس دن یہ الفاظ فرمائے تھے۔ فرمایا ہاں۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور اپنے ہاتھ سے اپنی تصدیق کر دیں۔ ذیل میں میری تحریر° یعنی قرینہ چہار دہم کا عکس اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تصدیق کا عکس دیا جاتا ہے اور اصل مضمون جو حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کا پڑھا ہوا ہے اور جس پر ان کے اپنے ہاتھ کی قلمی تصدیق ہے میرے پاس محفوظ ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں دیکھ لیں۔

عکس دینے سے پہلے ایک بات اور یہاں لکھ دینے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ جب میں یہ تصدیق کروا چکا تو دوسرے دن یعنی ۱۱۔ ستمبر ۱۹۱۳ء کو شام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے میں پاؤں سہلانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بغیر کسی گفتگو اور تذکرہ کے خود بخود فرمایا کہ "ابھی یہ مضمون شائع نہ کرنا جب مخالفت ہو اس وقت شائع کرنا۔" میں نے عرض کیا بہت بہتر۔" (پسر موعود صفحہ ۳۶۔۳۷)

° تحریر پسر موعود کا عکس اندرون ٹائٹل (صفحہ ۳) پر ملاحظہ فرماویں

تبرکات

پسر موعود کے بارہ میں ایک اہم تحریر

نقل عکس

قرینہ چہاردہم

اس تحریر سے دو تین دن پہلے ۸ ستمبر کو میں
حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں گیا اور میں نے
کہا کہ مجھے آج حضرت اقدس کے اشتہارات کو
پڑھ کر پتہ لگ گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب
ہی ہیں تو جناب حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا
کہ ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم
ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم
میاں صاحب کے ساتھ کس
خاص طرز سے ملا کرتے ہیں
اور ان کا ادب کرتے ہیں۔

یہ لفظ میں نے برادرم
پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

(پسر موعود صفحہ ۲۷)

Monthly **Ansarullah** Rabwah

Regd. No . CPL - 92 EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR February, 2000

ایک عظیم الشان بشارت

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”پھر خدائے کریم جلشانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ:۔

”تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائیگا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیری جدی بھائیوں کی کاٹی جائیگی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائیگی۔ .... خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائیگا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دیگا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھیگا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا میں تجھے اٹھاؤنگا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھیگا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دونگا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولیگا اور فراموش نہیں کرے گا۔ اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ .... تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)